بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک دلچسپ مباحثہ

رقم زدہ شیخ عبد الخالق صاحب

(سلسلہ کے لیئے ملاحظہ ہو ریویو آف ریلیجنز بابت مئی سنہ ۱۹۱۶ء)

حضرت مسیح موعود و حضرت مسیح ناصری کا مقابلہ

پھر آپ نے میرے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو حضرت مسیح ناصری سے کئی درجہ افضل ہیں حملہ کیا ہے۔ اس کا جواب میری طرف سے یہ ہے کہ اگر بخیال آپ کے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے اپنے آبائی مذہب کو ترک کرکے مسیح کی دشمنی اختیار کی ہے۔ تو میں کہہ سکتا ہوں کہ یسوع صاحب نے اسی طرح بالکل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کو بالائے طاق رکھکر اور ان سے یعنی موسیٰؑ سے دشمنی کرکے اپنا ایک نیا مذہب بنایا۔ اور مسیحیوں نے صدہا سال بعد ڈیڑھ ڈیڑھ ورق کی اناجیل لکھکر موسیٰؑ کی کتاب کے بالمقابل مسیحیوں کو الہامی کتابیں دیدیں۔ پس یہ حملہ یسوعؑ پر بدرجہ اولیٰ ہوا۔ اور یہ جو آپنے کہا۔ کہ حضرت مرزا صاحب (علیہ السلام) نے اپنی قوم اور مولویوں کو جب انہوں نے صاف کہا۔ کہ تو خارج از اسلام ہے۔ تو بہت کچھ سخت سُست کہا۔ اسکے جواب میں واضح ہو۔ کہ یسوع مسیح کے قوم کے مولویوں نے بھی اسکو (نعوذ باللہ) کفر

بکنے والا (متی ۲۶/۶۵) دھوکے باز (متی ۲۷/۶۳)، قیصر کا باغی (یوحنا ۱۹/۲) کہا تھا یسوع نے بھی ہیرودیس جیسے حاکم کو لومڑی (لوقا ۱۳/۳۲) فقیہوں اور فریسیوں کو ریاکار (متی ۲۳/۲۹) پیارے شاگرد پطرس کو شیطان (متی ۶/۲۳) وغیرہ کہا۔ پس میں حیران ہوں۔ کہ آپ ایسی دلیل پیش کرتے ہیں۔ جو خود آپکے گھر کو ہی جو ریت پر بنا ہوُا ہے۔ گرا دیتی ہے۔

یسوع کا مردے زندہ کرنا

اور یہ جو آپنے کہا۔ کہ از روئے قرآن (کریم) یسوع مردے زندہ کرتا تھا۔ سو آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ قرآن کریم کسی یسوع کا کہیں بھی ذکر نہیں کرتا ہاں وہ ایک شخص مسیح ابن مریم کا ذکر کرتا ہے۔ جو اللہ کا رسول اور نبی تھا۔ اور پہلے انبیاء علیہم السلام کی طرح کا ایک انسان تھا۔ مگر وہ الوہیت کا مدعی نہ تھا اور اس کا ذکر جو مردے زندہ کرنے کا ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس طرح کے معجزے دوسرے انبیاء علیہم السلام نے بھی دکھائے۔ یعنی ہزارہا مُردوں کو جو روحانیت میں مرچکے ہوئے تھے۔ روحانی آبحیات پلادیا۔ اور انکو روحانیت میں زندہ کردیا۔ مگر آپ کی جو مراد ہے۔ وہ غلط ہے۔ کیونکہ از روئے قرآن کریم اور مسلمات اہل اسلام جو شخص ایک دفعہ مرگیا ہو۔ وہ دوبارہ زندہ نہیں ہوسکتا۔ اور خدائے قادر کے سوا کوئی شخص دوسری بار اسے زندہ نہیں کرسکتا۔

قرآن شریف میں کوئی تحریف نہیں ہوئی

باقی رہی تحریف در قرآن کریم۔ تو آپ اس کا ثبوت پیش کریں۔ میں جواب دونگا جس طرح کل مَینے بائیبل کی تحریف ثابت کی تھی۔ اور شائد آپ کل کے مباحثہ سے بڑی طرح متأثر ہوکر کو زیشت عورت کی طرح اب دوسروں کو بھی ناحق اسی نظر سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ جس نظر سے انہوں نے آپ کو دیکھا۔ تو کوئی بات نہیں۔ آپ دل خوش کرلیں۔ کیونکہ دعویٰ بلادلیل پر غور کرنا میرا کام نہیں۔ اس کے بعد میرا وقت ختم ہوا۔ اور دس دس منٹ شروع ہوئے ؛

پادری صاحب کا جواب سے عجز

پادری غلام مسیح نے اپنے تمام وہ دعاوی یاد دلائے جو شروع لیکچر میں بیان کیئے تھے۔ سب کے سب

واپس لے لیئے - اور ثبوت اس امر کا یہ ہے - کہ جب میں نے انکے تمام دعاوی یا دلائل (عیسائی علماء دعویٰ اور دلیل میں بھی فرق نہیں کر سکتے) جو شروع میں انہوں نے پیش کیئے تھے - ردّ کر دیئے - تو پھر انہوں نے تائید مزید کے واسطے بالکل ہاتھ پاؤں نہیں ہلائے - بلکہ انکو متروک کر کے اور دعاوی پیش کرنے شروع کیئے -

پادری صاحب کے نئے اعتراضات

آپنے پہلے چھوٹتے ہی کہا - کہ محمد صاحب (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بھی عیسائی تھے (نقل کفر کفر نہ باشد) اور انکے حقیقی بھائی علی (رضی اللہ عنہ) بھی (نعوذ باللہ) عیسائی تھے - ان دونوں صاحبان کے عیسائی ہونے کا صریح ثبوت یہ ہے - کہ قرآن میں مسیح کو کلمہ کہا - اور اس کے معجزات اور درجات کا ایسے طریق احسن سے ذکر ہوا ہے - کہ کسی دوسرے کو ایسے طریق سے یاد نہیں کیا - یہ تو محمد صاحب (صلعم) کے عیسائی ہونے کے واسطے دلائل ہیں - علاوہ ازیں علی رض صاحب کے کلمات سے بھی ایسا ہی پایا جاتا ہے -

پھر یوں ہی خود بخود کہدیا - ہم مانتے ہیں - کہ مرزا صاحب بھی **نیک آدمی تھے** - مگر انہوں نے اس امر کو کہ قرآن (شریف) کے رو سے مسیح یسوع خدا ہے سمجھا نہیں -

جواب اعتراضات جدید

میں نے اپنے وقت میں اُٹھکر کہا - کہ سب سے پہلے تو میں پادری صاحب کا اس بات کیلیئے شکریہ ادا کرتا ہوں - کہ آپنے اپنے لیکچر والے تمام دعاوی یا دلائل واپس لے لیئے - گویا پون گھنٹہ جو تقریر فرمائی تھی - وہ لغو محض تھی اس کا مدار باطل پر نہیں اباطیل پر تھا - پادری صاحب آپنے خوب کیا - صداقت کے اظہار کا یہی طریق ہے - لیکن چاہیئے تھا - کہ اب آپ بالکل خاموشی کے ساتھ سٹیج سے تشریف لیجاتے - مگر آپنے پھر از سر نو چند دعاوی پیش کر دیئے - انکے جوابات بھی سُن لیجیئے - اور خوب تسلّی کر کے حق کو قبول کیجیئے -

کلمۃ المسیح

اول یہ جو آپنے کہا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) عیسائی تھے۔ کیونکہ قرآن میں مسیحؑ کو کلمہ وغیرہ کہا ہے۔ سو جناب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ مسلمانوں کی اصطلاح میں کلمہ سے مراد کُن ہے۔ اور مراد اس سے یہ کہ۔ مسیحؑ کی پیدائش پر یہود ملعون اعتراضات کا طومار باندھتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ اسکی پیدائش پاک طریق سے منجانب اللہ نہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے بتلایا (نہ کہ محمد رسول اللہ صلعم نے) کہ اسکی پیدائش ہمارا فعل ہے نہ کہ شیطان رجیم کا جیسا یہود کو خیال تھا۔ اور پھر پارہ ع۱۱ رکوع ۱۳ میں موسیٰؑ کے عصا کے نشان کو کلمہ کہا ہے۔ پھر اس میں مسیح کی کیا خصوصیت ہے۔

حضرت مسیحؑ کے بعض معجزات اور صفات کے بیان کرنے سے قرآن شریف کی کیا غرض ہے

پھر مَیں نے پادریصاحب کو مثال واضح سے سمجھایا۔ کہ پادریصاحب! فرض کرو ایک معزز بارُتبہ امیر شخص پر چوری کا الزام لگایا گیا مگر عدالت نے فیصلہ لکھتے وقت مسل میں لکھا۔ کہ یہ شخص جس کو ملزم قرار دیا گیا تھا۔ بالکل چور نہیں۔ وہ ایک معزز شخص ہے۔ اور بارُتبہ آدمی ہے۔ اس نے چوری نہیں کی۔ لہذا بری کیا جاتا ہے۔ تو کیا ایسا شخص کہ سکتا ہے کہ دیکھو مَیں ایسا معزز اور بارُتبہ آدمی ہوں۔ کہ میری جیسا دوسرا کوئی نہیں۔ اور اسپر نقل مسل مقدمہ مذکور لوگوں کے سامنے پیش کرکے اتراتا پھرے۔ یا کیا آئندہ اسکی اولاد کہ سکتی ہے۔ کہ ہماری جد امجد جیسا بزرگ بارُتبہ باعزت شخص کوئی اس زمانہ میں نہ تھا۔ اور نہ ہُوا ہے۔ کیونکہ عدالت نے اسکو ایسا لکھا۔ ہرگز نہیں۔ اے جناب۔ مقابلہ تو تب ہو سکتا۔ جبکہ دوسرے معززین پر بھی چوری یا کسی دوسرے جرم کا الزام آتا۔ اور پھر عدالت فیصلہ دیتی۔ لیکن جس صورت میں کسی دوسرے معزز پر ایسے جرائم کا الزام ہی نہیں آیا۔ تو پھر کیا ضرورت تھی۔ کہ عدالت خواہ مخواہ اسے چور تصوّر کرکے اسکی بریت کے واسطے الفاظ لکھتی؛ باقی رہے۔ معجزات۔ تو جناب خود خیال فرمائیں۔ کہ اسلام کے رو سے

ایسا شخص جسپر موت وارد ہو چکی ہو زندہ ہو کر دوبارہ اس دنیا میں نہیں آسکتا اور نہ کسی انسان کی طاقت میں ہے۔ کہ وہ کسی مردہ کو زندہ کر سکے۔ لہٰذا مسیح کا مردے زندہ کرنا وغیرہ روحانیت کے لحاظ سے ہے۔ نہ کہ جسمانیت کے لحاظ سے۔ اور تشریح معجزات کی قرآن کریم نے اسواسطے کی۔ کہ مسیح کا مشن اور کام بتلایا۔ اور کہدیا۔ کہ دیکھو۔ ایسے کاموں والا آدمی ایسا ملزم نہیں ہوسکتا ورنہ یوں تو سب انبیاء علیہم السلام کا مشن ہی یہ تھا۔ کہ مردے زندہ کرتے۔ لنگڑے۔ بہرے۔ اندھے اچھے کرتے۔

اور پھر آپنے جو یہ کہا۔ کہ چونکہ قرآن کریم میں مسیح کو کلمہ کہا۔ اور اسکی معجزات کا بتفصیل ذکر ہے۔ اسلیئے ثابت ہُوا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) عیسائی تھے۔ سو جناب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جناب کی یہ منطق قابل مرمت ہے۔ ایسی آشفتگی اور ژولیدگی اصل منطق میں نہیں۔ قرآن کریم محمد رسول اللہ صلعم کی تصنیف نہیں۔ یہ کتاب منجانب اللہ ہے۔ یہ اناجیل نہیں۔ کہ لکھیں متی مرقس لوقا یوحنا۔ اور انہیں کے نام سے موسوم ہوں۔ مگر وکالت آپ کریں۔ کہ یہ الہامی ہیں۔ منجانب اللہ ہیں۔ بلکہ یہاں یہ معاملہ ہے۔ کہ بھیجنے والے نے دعویٰ کیا کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ ہم ہی نے اسکو اتارا۔ اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں۔ اس ایک آیت میں دو دعوے کیئے۔ ا۔ ہم نے اسکو نازل کیا۔ ب۔ ہم ہی اسکی حفاظت کرینگے۔ عملی رنگ میں اسکی حفاظت کی دلیل میں نے کل آپکے معزز مناظر وکیل صاحب کے سامنے پیش کی تھی۔ جسکو وہ چھو بھی نہیں سکے۔ تو آپ کیا کہہ سکتے ہیں۔ آپ تو ایک سیمنری پاس ہیں۔ وہ چار سیمنریاں پاس کردہ ہیں۔ اور پادریصاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ دو دعاوی میں کا ایک دعویٰ جب آج تک سچا ثابت ہو رہا ہے۔ تو پہلا دعویٰ خود بخود سچا ہے۔ مثال اسکی یہ سمجھیں کہ اگر ایک مٹکا جو پانی سے بھرا ہُوا ہے۔ اس کا نصف پانی ٹھنڈا ہے تو باقی ماندہ نصف پانی بھی ٹھنڈا ہے۔ نہ گرم۔

قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونیکی ایک دلیل

قرآن مجید مسیحی عقائد کا مؤید نہیں بلکہ دشمن ہے

باقی رہا۔ قرآن لانے والے کا عیسائی ہونا۔ اے جناب۔ آپنے کیوں ایسا لغو دعویٰ کیا۔ قرآن کریم کہتا ہے۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ثالث ثلٰثۃ کافر ہوئے وہ لوگ جو کہتے ہیں۔ اللہ تین میں کا ایک ہے۔ پھر قرآن بتلاتا ہے۔ وقالوا اتخذ الرحمٰن ولدًا لقد جئتم شیئًا ادًّا تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدًا۔ ان دعوا للرحمٰن ولدًا وما ینبغی للرحمٰن ان یتخذ ولدًا ان کلّ من فی السمٰوٰت والارض الّا اٰتی الرحمٰن عبدًا* (مریم ع ۶)

پس پادریصاحب۔ اگر تثلیث کا عدو۔ الوہیت مسیح کا دشمن۔ کفارہ کا منکر عیسائی ہوسکتا ہے۔ تو سب سے پہلے میں ڈبل عیسائی ہوں۔ اور میں آپ کو یہ بھی بتلادوں۔ کہ میں ڈبل عیسائی کیونکر ہوں۔ اسلیئے۔ کہ میں تو بائیبل کے نقیض بھی آپ کو بتلا سکتا ہوں۔ اور علاوہ اسکے اسکی ایسی باتیں بھی جو بالکل عقل و نقل کے خلاف اور جو مشاہدات و تجربات کے متضاد ہیں۔ بہ تشریح اور بہ تفصیل بیان کرسکتا ہوں۔ اور اگر جناب اس مضمون پر بھی کوئی لیکچر دیدیں تو نوازش سے بعید نہ ہوگا۔ تاکہ آپ کو آپ کی کتاب کی اصل حقیقت کا پورا نقشہ دکھادیا جاوے۔

اور یہ جو آپنے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے حقیقی بھائی حضرت علی کرم اللّٰہ وجہہ بھی عیسائی تھے تو ع بس ہوچکی نماز مصلّےٰ اُٹھائیے۔ حضرت علیؓ کی نسبت تو

---

* ترجمہ۔ اور کہتے ہیں کہ خدا بیٹا رکھتا ہے۔ ایسا کہنے والو تم نہایت بُری بات مُنہ پر لاتے ہو۔ قریب ہے کہ اس بات سے آسمان ٹوٹ پڑیں اور زمین شق ہوجائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گرجائیں کہ انہوں نے خدا کے لیئے بیٹا تجویز کیا۔ اور خدا کو شایاں نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے۔ تمام وہ جو آسمان اور زمین میں ہیں سب خدا کے روبرو بندے ہوکر آئینگے۔ منہ

آپ کو یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ وہ آنحضرت صلعم کے حقیقی بھائی نہ تھے۔ بلکہ عم زاد بھائی تھے۔ پھر آپ اُنکی سوانح عمری۔ اور مذہب سے کیسے واقف ہو گئے۔ حضرت علیؓ کے کلمات محفوظ ہیں۔ کوئی پیش تو کیا ہوتا۔ وہ تو عیسائیت کو مٹانیوالے تھے۔ ان مقدس لوگوں کو عیسائی کہنا ایسا ہی ہے جیسا کوئی کہدے کہ یسوع مسیح نعوذ باللہ دہریہ تھے۔ آپکی زبان کو کون پکڑ سکتا ہے۔

پھر آپنے جو یہ کہدیا۔ کہ ہم مانتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب بھی نیک تھے۔ مگر انہوں نے اس امر کو کہ مسیح یسوع قرآن کریم کے رو سے خدا ہے۔ سمجھا نہیں۔

پادری صاحب حضرت مرزا صاحبؑ کو نیک مانکر حضرت مسیح ناصری کی تعلیم کو افضل یا ناقص تسلیم کرتے ہیں

پادریصاحب! آپنے کہا ہے۔ کہ مرزا صاحبؑ نیک تھے۔ اگر وہ نیک ہیں۔ آپ انکی تعلیم مان لیں۔ کیونکہ نیک جھوٹی باتیں نہیں کہتا۔ اور اگر آپ انکی تعلیم تسلیم نہیں کرتے۔ تو ثابت ہُوا۔ کہ آپنے سچ نہیں کہا۔ کیونکہ دوسری طرف آپ یسوع مسیح کی تعلیم کو جو کہتا ہے۔ کہ تُو مجھے نیک کیوں کہتا ہے (متی ۱۹/۷) قابل اتباع جانتے ہیں۔ مگر اس طرف حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو نیک سمجھکر آپ انکی تعلیم قبول نہیں کرتے۔ یہ کیا بات ہے۔ باقی رہا۔ قرآن کریم کے رو سے الوہیت مسیح۔ آپ قرآن کریم کی سُن چکے۔ اب آپ کو اگر دعوی ہے۔ کہ بائیبل کے رو سے مسیح خدا ہے۔ تو کرم کرکے میرے ساتھ تحریری یا تقریری بحث کر لیں۔

پادری صاحب اپنے وقت میں پھر اُٹھے۔ مگر خدا جانتا ہے۔ چہرہ زرد مُنہ پر ہوائیاں اُڑتی تھیں۔ اِدھر اُدھر کی بے تکی ہانکتے رہے۔ آخر قہر درویش برجان درویش بیٹھ گئے۔

مَینے اُٹھکر اپنے موٹے موٹے مطالبات کا اعادہ کیا۔ اور پادریصاحب کی عاجزی کو آشکارا کیا۔ پھر آخری وقت بھی پادریصاحب کا بے فائدہ ضائع ہو گیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

جلسہ کے اختتام پر کئی ہندو اور غیر احمدی لوگ پکار اُٹھے۔ کہ عیسائی خوب ہارے۔ پر خوب ہارے۔ احمدیوں نے خوب لتاڑا۔

پادریصاحب مقررہ مضمون کو چھوڑ کر نیا مضمون تجویز کرتے ہیں

اس اجلاس کے بعد شام کا اجلاس منعقد ہونیوالا تھا۔ مضمون مقرر تھا۔ میں گھر جاکر مضمون مقررہ پر کچھ سوچ رہا تھا۔ کہ اتنے میں خبر آئی کہ عیسائیوں نے مقررہ مضمون کی بجائے دوسرا مضمون تبدیل کر کے اطلاعاً ہمیں کہدیا ہے۔

مَیں نے کہا۔ کہ اب جبکہ شام کا اجلاس پون گھنٹہ کے بعد منعقد ہونیوالا ہے انہوں نے کیوں ایسا کیا۔ کم از کم چوبیس گھنٹہ پہلے فریقین کے سکرٹری مقامی تصفیہ کرکے جانبین کو اطلاع دیتے۔ اسپر مَینے مسٹر ہیوز وکیل کو لکھا۔ کہ یہ مضمون تبدیل کرنا خلاف قاعدہ ہے۔ اور پھر خاص کر ایسے وقت میں اطلاع دینا۔ جبکہ اجلاس کا وقت بالکل قریب ہے۔ اور بھی ناجائز ہے۔ مسٹر وکیل نے جواب دیا تو یہ کہ ہمارے سکرٹری صاحب کسی وجہ سے مضمون تبدیل کرتے ہیں۔ آپ اس مشورہ یا اعتراض کے مجاز نہیں۔ یہ ہماری اپنی مرضی ہے۔ مَیں نے صبر کیا۔ یہ نیا مضمون مسیحؑ کی موت و بعثت کے متعلق تھا۔ مَینے تمام دوستوں کو کہدیا۔ کہ پادریصاحب اس مضمون کے بارے میں فلاں کتاب سے دلائل یاد کرکے پیش کرینگے۔ چنانچہ یہ بات ویسے ہی پوری ہوئی۔ اجلاس شروع ہُوا۔ مسٹر ایم این ہیوز وکیل لیکچرار تھے۔ مسٹر ایم این ہیوز وکیل کے دلائل یاد عاوے جو کچھ تھے۔ مندرجہ ذیل ہیں:۔

مسٹر وکیل کی تقریر مسیحؑ کی موت و بعثت کے متعلق

وکیل صاحب نے کہا۔ کہ مسیحؑ کی موت و بعثت کے مضمون کے پانچ حصے ہیں۔ مَیں ان میں سے کچھ بیان کرتا ہوں۔

اسکے بعد وکیل صاحب نے عجیب تماشے سٹیج پر دکھانے شروع کیے۔ مَیں چاہتا ہوں۔ کہ ناظرین کو بھی اگر دکھا نہ سکوں۔ تو بتا ضرور دوں۔ جب وکیل صاحب لیکچر دینے لگے۔ آپ کا مُنہ مشرق کی جانب تھا۔ آپ سٹیج پر سے گھوم کر مغرب کی طرف مُنہ کر کے تین بار ہاتھ پھیلا کر زور سے چلّائے۔ او صلیب۔ تو کیا عجیب

چیز ہے۔ اور صلیب تو کیا چیز ہے۔ وغیرہ

پھر کہا۔ اے حاضرین سُن لو۔ آج ایک قتل کا مقدمہ درپیش ہے۔ ہاں بڑا دردناک قتل۔ مقتول جس کے قتل میں مجھے کوئی شبہ نہیں۔ مگر میرے فریق مخالف کو شبہ نہیں بلکہ یقین ہے کہ وہ قتل نہیں ہوا۔ مسیح یسوع ہے۔ جو عیسائیوں کا ایک پیغمبر اور اہل اسلام کا بھی اولوالعزم نبی تھا۔ اس مقتول کے قتل کی خبریں ہزارہا سال اس کے پیدا ہونے سے پیشتر مختلف انبیائ اور مقدسین نے بیان کین۔ میں شہادت کے طور پر سب سے پہلے یسعیاہ نبی کی شہادت پیش کرتا ہوں (اسپر آپنے یسعیاہ ۵۳ ا تا آخر پڑھکر سُنایا) اسکے بعد میں دانی ایل نبی کے یہ الفاظ پیش کرتا ہوں۔ کہ باسٹھ ۶۲ ہفتوں کے بعد مسیح قتل کیا جائیگا۔

پس اب جبکہ سابقہ برگزیدوں کی شہادت سے یہ ثابت ہوگیا۔ کہ آنیوالا مسیح موعود خواہ کوئی ہو۔ ضرور قتل کیا جائیگا۔ تو ہر ایک ایماندار کا فرض ہے۔ کہ اگر وہ ان نبیوں کو سچا سمجھتا ہے۔ تو انکی باتوں پر یقین کرے۔

پھر جب اسکے بعد ہم مسیح کے بعد کی شہادت جو اسکے حواریین نے لکھی دیکھتے ہیں۔ تو یہ یقین اور بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے۔ چنانچہ مقدس متی کی انجیل میں صاف طور سے اس واقعہ کا ذکر موجود ہے۔ اور متی نے صاف لکھدیا۔ کہ اسکے بعد یسوع نے سر جھکا کر جان دی۔ پس اناجیل اور عہد عتیق کے رو سے ثابت ہوگیا۔ کہ مسیح صلیب پر مرگیا۔ لہٰذا اب کوئی حاذق حکیم بھی کسی نسخہ سے مسیح کو زندہ نہیں کرسکتا۔ اور نہ زندگی اسکی ثابت کرسکتا ہے۔

پھر اسکے بعد آپ نے کہا۔ کہ تمام اطباء اس امر پر شہادت دیتے ہیں۔ کہ صلیب کے مارے کا جان بر ہونا مشکل ہے۔ چنانچہ ولایت میں ایک ڈاکٹر صاحب نے جن کا نام نامی ڈاکٹر ولیم اسٹراڈ ایم ڈی ہے۔ ایک ضخیم کتاب لکھی ہے۔ جس میں صاحب موصوف نے ثابت کیا ہے۔ کہ خداوند مسیح طبی لحاظ سے صلیب پر فوت ہوگئے۔ پس مسیح سے پہلے لوگ۔ مسیح کے حواری۔ بعد کے اطبا سب تو یہی کہیں۔ کہ مسیح

صلیب پر مر گیا۔ مگر مرزائیوں کا گروہ عجیب ہے۔ کہ وہ تمام جہان کی نظروں میں خاک ڈالکر یہی کہتا ہے۔ کہ وہ صلیب پر نہیں مرا۔

وکیل صاحب نے یہی کچھ بیان کیا تھا۔ کہ ادھر سے فی الفور پریزیڈنٹ صاحب نے کہدیا۔ وقت ہوچکا ہے۔ بیٹھ جاویں۔

اب میں جوابات جو وہاں بیان کیئے تھے۔ لکھتا ہوں۔ مینے اس طرح جواب سنانا شروع کیا۔

پادری صاحب کی تقریر کا جواب از طرف احمدی مناظر

آپنے جو یسعیاہ باب ۵۳ پڑھکر سُنایا۔ سو عرض ہے۔ کہ جناب پر کل ہی خوب روشن ہے۔ کہ مَیں نے یسعیاہ میں آپکی تحریف ثابت کی تھی۔ جسکا جواب آپسے نہ ہوسکا۔ پھر آپ یسعیاہ کو کیوں لے بیٹھے۔ اے جناب! آپ تو وکالت پیشہ ہیں۔ آپ کو معلوم نہیں۔ کہ فریق مخالف جب عدالت میں ایک گواہ کو معیوب آدمی ثابت کرچکتا ہے۔ اور اس گواہ کے وکلاء بھی اسے بَری از عیوب نہیں ثابت کرسکتے۔ تو ایسے گواہ کی گواہی نہ صرف کمزور۔ بلکہ قابل قبول اور لائق اعتبار عدالت نہیں سمجھتی۔ پس آپ پہلے یسعیاہ کی کتاب کو بری از تحریف ثابت کریں۔ پھر اسکی شہادت پیش کریں۔

دوسرا اعتراض یسعیاہ پر مجھے یہ ہے۔ کہ یسعیاہ نے کہا "یقیناً اس نے ہماری مشقتیں اُٹھالیں۔ ہمارے غموں کا بوجھ خود اُٹھالیا" اب اس سے آگے ایک شرط لگادی۔ وہ یہ کہ "وہ تو نہایت ستایا گیا۔ اور غمزدہ ہُوا۔ تو بھی اس نے اپنا مُنہ نہ کھولا۔ وہ جیسے برہ جسے ذبح کرنے لے جاتے اور جیسے بھیڑ اپنے بال کترنے والوں کے سامنے بے زبان ہے۔ اسی طرح اس نے اپنا مُنہ نہ کھولا" یسعیاہ $\frac{۵۳}{۷و۸}$ اب آپ بتائیں۔ یسوع نے گتسمنی میں اپنا مُنہ کھولا تھا یا کہ نہیں۔ آپ کو معلوم ہو ایک دفعہ نہیں۔ بلکہ تین دفعہ یہ کہکر کھولا کہ "اے باپ اگر ہوسکے۔ تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جاوے" متی $\frac{۲۶}{۳۹}$ پھر کیوں اپنا مُنہ کھولا۔ وکیل صاحب۔ جب بقول آپکے مسیح سے صدہا سال پہلے یہ خبر موجود تھی۔ کہ بقول یسعیاہ کے وہ گناہوں کے

عوض کچلا جائیگا۔ اور گھائل کیا جائیگا آیت ۵۔ پھر مسیح نے یہ آیات پڑھکر کیوں صبر نہ کیا۔ کیوں صلیب سے جو اسکی پیدائش یا تجسم کی علت العلل تھی۔ ایسا گھبرایا۔ کہ آخر کہا۔ میرا دل نہایت غمگین ہے متی ۲۶/۳۸ - پھر آیت ۱۲/۵۳ یسعیاہ کہتا ہے "اسلیئے میں اسے بزرگوں کے ساتھ حصہ دونگا۔ اور وہ لوٹ کا مال زور آوروں کے ساتھ بانٹ لیگا" پس آپ بتائیں۔ لوٹ کا مال مسیح کو کب ملا۔ وہ تو کہتا ہے ابن آدم کے واسطے اتنی جگہ نہیں۔ کہ اپنا سر ٹیکے۔ پس ثابت ہُوا۔ کہ یہ کسی اور کی نسبت پیشگوئی ہے۔

یسعیاہ کی گواہی پر جرح

پھر وکیل صاحب! آپ کو معلوم ہے۔ یسعیاہ ۷/۱۴ میں عمانوایل موعود مسیح کا ذکر یسعیاہ یوں کرتا ہے "دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی۔ اور بیٹا جنیگی اس کا نام عمانوایل رکھے گی۔ وہ دہی و شہد کھائیگا۔ جس وقت کہ وہ بُرا ترک کرنے کا اور بھلا پسند کرنے کا اختیار یاوے" اب آپ بتادیں۔ کہ اگر بقول آپکے یسعیاہ باب ۵۳ کے روسے مسیح صلیب پر مرگیا۔ تو دہی و شہد کہاں اور کب کھایا۔ اگر کہو۔ مصر میں۔ تو آپ کو معلوم ہو۔ بارہ برس کی عمر سے پہلے ہی مصر سے واپس آگئے ہوئے تھے۔ اور وہ لڑکا مع اپنے ماں باپکے ہر برس عید فسح پر یروشلم کو جاتا تھا۔ اور جب وہ بارہ برس کا تھا۔ پھر ہیکل میں استادوں سے گفتگو کی (لوقا ۲/۴۱ تا ۲/۴۶) پس مصر سے اس زمانہ سے پہلے ہی کہ وہ بُرا ترک کرنے اور بھلا پسند کرنیکا امتیاز پاتا چلا آیا ہُوا تھا۔ اور اب رہا ملک شام۔ تو اسمیں اسکی یہ حالت تھی۔ کہ ہوا کے پرندوں کے لیئے بسیرے اور لومڑیوں کے بھٹ۔ مگر ابن آدم .... پس یا تو وہ صلیب پر قتل نہیں ہُوا۔ اور اگر قتل ہوگیا۔ تو دودھ اور شہد نہیں کھایا۔ اور وہ موعود پسر نہ تھا۔ پس پہلے آپ ان چار ہر امور کا جواب دیجئے۔ پھر یسعیاہ کو پیش کیجئے۔

دوسری دلیل:۔ آپنے دانی ایل کو بطور گواہ کے پیش کیا۔ کہ دانی ایل میں لکھا ہے۔ مسیح باسٹھ ہفتوں کے بعد قتل کیا جائیگا۔

دانیال کی پیشگوئی مسیح کی پہلی بعثت کے متعلق نہیں بلکہ مسیح کی دوسری آمد کے بارہ میں ہے

بہت اچھا صاحب۔ لیکن آپ پہلے باسٹھ ۶۲ ہفتوں کی تشریح و تفسیر فرما کر یہ ثابت کردیں۔ کہ ٹھیک میعاد مقررہ کے باسٹھ ہفتے بعد مسیح قتل ہُوا۔ اور آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ سترھویں صدی کے علماء بشپ اشر اور ڈاکٹر ہیلیس کا حساب تمام یورپ و امریکہ کے نزدیک مردود ہے۔ پھر آپ کونسا علم حساب پڑھکر سُنائینگے۔ پس مَیں کہتا ہوں۔ کہ باسٹھ ۶۲ ہفتوں کی تعدادی دلیل کوئی دلیل نہیں۔ تاوقتیکہ آپ دانی ایل کی تفسیر کرکے کسی دلیل مسلمہ سے حساب لگا کر یہ ثابت نہ کردیں۔ کہ واقعی مقررہ میعاد کے باسٹھ ہفتے بعد مسیح قتل کیا گیا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی مَیں آپکو بتا دیتا ہوں۔ کہ اسی کتاب دانی ایل کے ۱۲/۶ تا ۹ میں لکھا ہے۔ کہ جب کتانی لباس والے نے پوچھا۔ یہ باتیں کب ہونگی تو جواب ملا۔ کہ یہ باتیں مدتوں کے بعد آخر وقت تک بند رہنے کے بعد پھر کھلینگی اور بہت لوگ پاک کیئے جائینگے۔ سفید کیئے جائینگے۔ لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے۔ اور آیت ۱۲ میں لکھا ہے۔ کہ ”مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس ۱۳۳۵ روز تک آتا ہے۔ پس مَیں آپ کو بتاتا ہوں۔ مسیح جس کا وعدہ اہل اسلام کے ساتھ تھا۔ اور جس کا پتہ اس نے جس کا ذکر مفصل استثنا ۳۳/۱ میں یوں ہُوا۔ ”خداوند سینا سے آیا۔ اور شعیر سے ان پر طلوع ہُوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہُوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اسکے دہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت انکے لیئے تھی۔ اور جو بقول خداوند ”تیرے لیئے تیرے بھائیوں میں سے **میری مانند ایک نبی**“ تھا (استثنا ۱۸/۱۵) بتایا تھا۔ اسکے بعد ایک ہزار تین سو پینتیس برس حسب وعدہ اسی نبی کے آکر اپنا سلسلہ قائم کر گیا۔ اور وہ مبارک ہیں۔ جنہوں نے ایک ہزار تین سو پینتیس دن تک انتظار کیا۔ اور کرینگے۔ اور اب آپ کو معلوم ہو۔ کہ صحف انبیاء میں ایک دن بعض اوقات ایک سال سے مراد ہوتی ہے۔ چنانچہ اس جگہ یہی حال ہے۔ پس آپ قادیان آدیں۔ اور ہمارے موعود عمانوایل کو دیکھکر مبارک

نہیں۔ اور پاک ہو جاوینگی٭۔

متی کی شہادت چشم دید شہادت نہیں

اور یہ جو آپنے کہا ہے۔ کہ متی نے مفصل ذکر کرکے لکھدیا۔ کہ اسکے بعد یسوع نے سر جھکا کر جان دی۔ سو جناب کو معلوم ہو۔ کہ یہ متی کی شہادت درست نہیں۔ کیونکہ آپ کو معلوم ہے۔ کہ صلیب کے وقت متی مسیح کے پاس نہ تھا۔ پس جبکہ متی انجیل نویس صلیب کے وقت موجود نہ تھا۔ لہٰذا اسکی شہادت چشمدید شہادت نہیں۔ پھر آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اناجیل اربعہ مسیح سے کئی صد سال بعد تحریر کی گئیں۔ اور مَیں نے پہلے دن پادری غلام مسیح صاحب کو بتایا تھا۔ کہ تمام معتبر محقق مورخین یورپ کے نزدیک کم از کم ایکصد سال بعد انجیلیں مروجہ لکھی گئیں۔ انہوں نے تو اسکو چھوا تک نہیں تھا۔ آپ ہی اس مسئلہ پر کچھ روشنی ڈالیں۔ اسکے بعد آپ کو معلوم ہو۔ کہ خود اناجیل نویس ان اپنی تحریر کردہ باتوں کو حکائتیں اور روائتیں بتاتے ہیں۔ جیسا کہ متی کے ہم پیشہ لوقا کو اقرار ہے۔ لوقا کہتا ہے۔ "چونکہ بہتوں نے اسپر کمر باندھی ہے۔ کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئیں۔ انکو ترتیب وار بیان کریں۔ جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے انہیں ہم کو پہنچایا (لوقا ۱ باب ۱ تا ۳) اب آپ بتائیں۔ مَینے مقدس متی کی زبان سے آپ کو سُنا دیا۔ کہ قبل از مصلوب ہونے کے

٭حاشیہ۔ دانیال باب ۱۲ کی پیشگوئی جو حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں ہے۔ اُردو اناجیل میں حسب ذیل الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ "اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور وہ مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے قائم کی جائیگی ایک ہزار دو سو نوے (۱۲۹۰) دن ہونگے مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس روز تک آتا ہے" اس عبارت میں یہ الفاظ "وہ مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے قائم کیجائیگی" غلط ترجمہ ہے۔ اصل عبرانی الفاظ یہ ہیں ولتیت شقوص جنکے معنے ہیں اور بت توڑے جائینگے۔ ان الفاظ میں صاف طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ آنحضرت کے آنیکے بعد دائمی قربانی کی رسم منسوخ کی گئی اور بت توڑے

متی بھاگ گیا تھا۔ اور کہ جسطرح لوقا نے دیگر اشخاص سے سُنیں اور قلمبند کر لیں۔ اسی طرح متی نے کیا۔ کیونکہ ہر دو صلیب کے وقت مسیح کے پاس نہ تھے۔

مسیح کے واقعہ صلیب کے متعلق طبی شہادت

اور یہ جو آپنے کہا ہے۔ کہ تمام اور خصوصاً ڈاکٹر ولیم اسٹراوڈ ایم ڈی وغیرہ نے اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ مسیح صلیب پر فوت ہو گئے۔ اول تو انہوں نے اپنے عقیدہ کو مدّنظر رکھتے ہوئے یہ سب کچھ لکھدیا۔ چونکہ وہ ایک عیسائی ڈاکٹر تھا اسلیئے اسے ایسا ہی کرنا چاہیئے تھا۔ مگر وکیل صاحب۔ کیا آپ اس عیسائی ڈاکٹر کے ساتھ ہی نوٹووش روسی سیاح کی نہ سُنیں گے۔ جس نے ایک کتاب لکھکر تمام یوُرپ میں اسے شائع کرکے اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچادیا ہی کہ مسیح کشمیر آیا۔ پس آپ اس دوسرے متعصب ملک کے عیسائی کی بھی ضرور سُنیں۔ اور وکیل صاحب۔ کیا آپ ڈاکٹر ولیم کے ساتھ تمام ایسے اطباء کی جنہیں سے بعض اسرائیلی۔ بعض رومی۔ بعض شامی۔ بعض ہندی ہیں۔ یہ نہ سُنیں گے۔ کہ مرہم عیسیٰ حضرت مسیحؑ کے زخموں کے واسطے بنائی گئی تھی۔ دیکھیئے۔ آپکے ڈاکٹر ولیم صاحب تو آج مسیح کی موت ثابت کرنے چلے ہیں۔ مگر یہ اطباء جن کو ڈاکٹر ولیم سے کئی صد سال پہلے معتبر ذرائع اور وسائل سے معلوم تھا۔ کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ اپنے فن کی کتابوں میں اشارہ کر گئے۔ مَیں کہتا ہوں۔ ڈاکٹر ولیم کے پاس اس واقعہ کی اصلیت معلوم کرنے کے ایسے ذرائع نہ تھے۔ جیسے ان فاضل اطباء کے پاس۔ یہ لوگ اسرائیلی جن کی قوم سے مسیحؑ تھا۔ پھر رومی جنکی سلطنت کے زیر سایہ مسیحؑ رہے۔ پھر شامی جو اسکی ملک کے باشندے تھے۔ پھر ہندی۔ جو بہ نسبت انگلینڈ کے یروشلم سے نزدیک تھے۔ اور جہاں کہ واقعہ صلیب کے بعد مسیح آئے تھے۔

یہ تو مَیں نے صرف آپکی باتوں کا جواب دیا۔ اب آپکو تحقیقی دلائل بتاؤں:۔

مسیح کی کیلیں [illegible]

وکیل صاحب بغور سُنیئے۔ آپ بطور گواہ کے یہودیوں کو پیش کرتے ہیں۔ اے جناب۔ اگر یہودیوں کی شہادت کو اس معاملہ میں صحیح تسلیم کر لیا جاوے۔ تو پھر انکی خوب بن آتی ہے۔ وہ کیوں؟ سُنیئے! اسلیئے کہ ملعون یہود نے مسیحؑ کے

واسطے صلیب کا سامان صرف اس واسطے کیا گیا تھا۔ کہ کسی طرح وہ استثنا ۲۱/۲۳ کے فتویٰ کے ماتحت لکڑی پر لٹکایا جاکر معاذ اللہ ملعون ہو جائے۔ اور اسے جھوٹا نبی ثابت کر دیا جاوے۔ پس میرا پہلا مطالبہ اس بارے میں آپکے سامنے یہ ہے۔ کہ اگر مسیح صلیب پر بقول آپکے مرگیا۔ تو وہ بموجب ۲۱/۲۳ استثنا کے فتویٰ کے لعنتی ہوا یا کہ نہیں؟ بہتر ہے۔ کہ آپ مان لیں۔ کہ وہ لعنتی ہوا۔ کیونکہ آپ کا رسول پولوس اپنے خط گلتیوں ۳/۱۳ میں استثنا کے اس فتویٰ کو مسیحؑ پر چسپاں کر کے اسے لعنتی تسلیم کرتا ہے۔ پس اگر وہ صلیب پر مرگیا۔ تو وہ لعنتی ہوا۔ تو پھر کیا آپ ایسے شخص پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ جو ملعون ہوا۔ اور اس بارے میں آپ یہودی گروہ کا ساتھ دے رہے ہیں۔

دوسرا مطالبہ

دوسرا مطالبہ میرا آپکے سامنے یہ ہے۔ کہ مسیح یوحنا ۱۱/۴۱ میں خود تسلیم کرتا ہے۔ بلکہ دعوے سے کہتا ہے۔ کہ اے باپ میں تیرا مشکور ہوں۔ کہ تو نے میری سُن لی۔ اور مجھے تو معلوم ہے۔ کہ تو ہمیشہ میری سُنتا ہے یوحنا ۱۱/۴۲۔ پس وکیل صاحب آپ بتاویں۔ کہ گتسمنی والی دعا جو نہایت مضطرب ہو کر مسیحؑ نے باپ سے کی تھی۔ کہ اے باپ اگر ہو سکے۔ تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جاوے (متی ۲۶/۳۹)۔ اگر یہ دعا قبول ہو گئی۔ تو یقیناً مسیح کا یہ قول کہ مجھے معلوم ہے۔ اے باپ۔ تو ہمیشہ میری سُنتا ہے۔ راست اور صحیح ہے۔ لیکن اگر یہ دعا نہیں سُنی گئی۔ اور وہ مصلوب ہو گیا اور مرگیا۔ تو یقیناً مسیح کا یہ کہنا کہ میری ہمیشہ سنتا ہے۔ ایک غلط دعویٰ ہے۔ آپ اس کا جواب دیں۔

تیسرا مطالبہ

تیسرا مطالبہ میرا آپکے سامنے یہ ہے۔ کہ مسیح اگر مرگیا۔ تو بتلائیے۔ الوہیت کے رو سے یا جسمانیت کے رو سے۔ کیونکہ کامل مسیح وہی ہے۔ جو ایک کامل انسان اور کامل خدا ہے (دیکھو اثاناسیس عقیدہ ۳۲)۔ پس اگر جسم اور الوہیت دونوں کے رو سے مرگیا۔ تو ثابت ہوا۔ اسکی الوہیت ناقص تھی۔ اور اگر الوہیت کے رو سے نہیں مرا۔ تو ثابت ہوا۔ کہ کامل مسیحؑ صلیب پر نہیں مرا۔ بلکہ اس کا صرف

ایک جزو ۔ یعنی انسانیت ۔ اور یہ بات میری مؤید ہے ۔ کیونکہ کفارہ اس سے بالکل باطل ہو جاتا ہے ۔ الوہیت جس نے تمام دکھ اٹھانے تھے ۔ جس میں یہ طاقت تھی ۔ وہ نہیں مری ۔ اور کامل مسیح صلیب پر نہیں مرا ۔ لہٰذا متی کے یہ الفاظ اسکے بعد یسوع نے سر جھکا کر جان دی ۔ غلط ہیں ۔ کیونکہ وہ کامل طور سے نہیں مرا ۔ آپ اس کا جواب دیں ۔

چوتھا مطالبہ

چوتھا مطالبہ میرا یہ ہے ۔ کہ رسول پولوس اپنے خط بنام اہل کرنتھس ۱ ۱۵/۳۱ میں خود کہتا ہے ۔ کہ اے بھائیو ! مجھے اس فخر کی قسم جو خداوند یسوع مسیح میں ہے ۔ میں ہر روز مرتا ہوں ۔ پس وکیل صاحب ۔ آپ وجہ بتا دیں کہ جہاں جہاں اناجیل نویسوں نے یسوع کے واسطے لفظ مرنا استعمال کیا ہے ۔ وہاں بھی پولوس والا مرنا کیوں نہ تسلیم کیا جاوے ۔ ورنہ آپ ثابت کریں ۔ کہ پولوس واقعی ہر روز مرتا اور زندہ ہوتا تھا ۔ اور یا آپ یہ ثابت کریں ۔ کہ اصل زبان میں دو الفاظ ہیں ۔ مگر آپ یہ بھی نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ اول تو ایسا ہے نہیں ۔ دوسرے آپ اصل زبان یونانی سے محض ناآشنا ہیں ۔

ہاں وکیل صاحب یہ آپ ضرور بتاویں ۔ کہ مسیح اگر صلیب پر مر گیا ۔ تو بموجب استثنا ۲۱/۲۳ اور گلتی ۳/۱۳ لعنتی ہوا یا کہ نہیں ۔ میں نے لفظ بلفظ جب یہ بیان کر دیا ۔ تو میرا وقت ختم ہو گیا ۔ اسکے بعد وکیل صاحب کے دس منٹ کی باری آ گئی ۔

تیسری پیشی کا جواب

پہلے وکیل صاحب بولے ۔ اور فرمایا ۔ دیکھو ۔ یہ کیا اندھیر ہے ۔ اناجیل نویسوں نے متعدد بار لکھدیا ہے ۔ کہ وہ مر گیا ۔ پلاطوس کو پختہ شہادت سے معلوم ہو گیا کہ وہ مر گیا ۔ پھر یہ کیا دانائی ہے ۔ کہ میرے مدمقابل اسے زندہ رہا زندہ رہا بتلاتے ہیں ۔ پھر دیکھو ۔ مسیح کامل ۶ گھنٹے صلیب پر رہا ۔ پھر کس طرح وہ زندہ رہ سکتا ہے ۔ پھر خداوند مسیح اپنے جی اٹھنے کے بعد جلالی جسم میں ظاہر ہوا ۔ سب شاگردوں نے دیکھا ۔ کہ وہ جلالی جسم رکھتا ہے ۔ پھر کیونکر کہتے ہیں ۔ کہ وہ صلیب پر نہیں مرا ۔ پس میرے پہلے بیانات اور نیز حال کی تنقیحات کے رو سے ثابت ہو گیا ۔ کہ مسیح صلیب پر

مرگیا۔ پس دس منٹ یوں ضائع کرکے بیٹھ گئے۔

مسیحی وکیل کا مطالبات کا جواب دینے سے عجز

میرے دس منٹ شروع ہوئے۔ سب سے پہلے اٹھکر مَیں نے کہا۔ میں سب سے اوّل معزز پریزیڈنٹوں کی خدمت میں التجا کرتا ہوں۔ کہ مَیں نے علاوہ وکیل صاحب کے تردید لیکچر کے مطالبات انکے سامنے رکھے تھے۔ مگر انہوں نے کچھ جواب نہیں دیا۔ پس آئندہ معزز پریزیڈنٹ میرے مدمقابل کو توجہ دلادیں۔ کہ سب سے پہلے وہ میرے مطالبات کا جواب دیوے۔ مَیں نے کہا۔ وکیل صاحب اناجیل نویسوں کے بیان سے کچھ اور ظاہر ہوتا ہے۔ وہ بتاتے ہیں۔ کہ یسوع کی بعثت کی غرض یہ تھی۔ کہ مَیں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا متی ۱۵/۲۴ اب آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ بقول ڈاکٹر سرنیر صاحب اور کتاب آستر کی آیات ۳/۶ و ۸ و ۸/۹ کے بنی اسرائیل کشمیر اور افغانستان میں بھی جو لاخویرس کی زیر سلطنت تھے۔ مسیحؑ کے کئی صد سال پیشتر مطابق یرمیاہ ۲۴/۱ تا ۱۵ و ۲۵/۹ و ۱۲ و ۲۶/۶ و ۷ و ۲۹/۱۰ کے آباد ہوچکے ہوئے تھے۔ پس اگر مسیحؑ ملک شام میں تئیس برس کی عمر کو پہنچ کر صلیب پر مرگیا۔ تو ثابت ہوا۔ کہ وہ کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس نہیں جاسکا۔ تو اس صورت میں اسکی بعثت کی غرض پر یہود نے پانی پھیر کر اس کا دعویٰ جھٹلا دیا۔ پس اناجیل نویسوں کا لکھنا آپ کو کچھ مدد نہیں دے سکتا پھر درآنحالیکہ لفظ مرنے کی تشریح خود رسول پولوس نے کردی۔ اور مَیں نے آپکو سُنادی۔ پس پہلے آپ اس تشریح کا تصفیہ فرمالیں۔

مسیح کا سفر کشمیر

حضرت مسیحؑ کا قبر میں زندہ داخل ہونا یونس نبی کا نشان

پھر وکیل صاحب۔ مسیحؑ خود کہتا ہے۔ کہ اس زمانے کے بدکار لوگوں کو یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان نہ دکھایا جاویگا۔ اور جس طرح یونس تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ اسی طرح ابن آدم بھی زمین کے پیٹ میں تین دن رات رہیگا۔ دیکھو متی ۱۶/۴ و لوقا ۱۱/۲۹ پس وکیل صاحب آپ بتادیں اگر مسیحؑ صلیب پر مرگیا۔ تو مسئلہ تثلیث ٹوٹ گئی۔ کیونکہ یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں مرا نہ تھا۔ پس اس طرح مسیحؑ بھی نہ مرا۔ اور زندہ زمین کے پیٹ میں رہا لیکن

اگر آپ اپنے صحیفہ ضربتہ عیسوی سے پڑھکر اکبر مسیح کی طرح کہدیں۔ کہ مماثلت صرف تین دن رات میں ہے۔ نہ کہ زندہ رہنے میں۔ تو آپ کو معلوم ہو۔ کہ یہ مماثلت تو بیڑا ہی غرق کیئے ڈالتی ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے۔ کہ مسیحؑ جمعرات کے عشا کے وقت پکڑا گیا۔ جمعہ کے دن پھانسی پر لٹکایا گیا۔ جمعہ کی شام کو یوسف نے دفنایا۔ ہفتے کا دن اور رات قبر میں رہا۔ اتوار صبح جی اُٹھا۔ اب خود گنوا لیں۔ جمعہ کی رات۔ ہفتہ کا دن۔ اور رات۔ غرض دو رات اور ایک دن زمین کے پیٹ میں رہا۔ مگر یونسؑ تین رات اور تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہا تھا۔ اسلیئے یہ تین دن والی مماثلت ٹوٹ گئی۔ اور ثابت ہوا۔ کہ مسیحؑ زندہ صلیب سے اُترا۔ پس اناجیل کا متعدد بار لکھنا مسیحؑ کے اس قول سے زائل ہو جاتا ہے۔

اور یہ بھی میرا ایک اور مطالبہ آپکے سامنے ہے۔

پلاطوس کا عجیب کردار

پلاطوس کی پختہ شہادت۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ پلاطوس جو ایک تجربہ کار آدمی تھا۔ اور جسے معلوم تھا۔ کہ آدمی صلیب پر اتنے وقت میں مر سکتا ہے۔ شبہ کرکے پوچھتا ہے۔ کہ کیا وہ اتنی جلدی مر گیا؟ مرقس $\frac{۱۵}{۴۴}$ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جتنا عرصہ مسیحؑ صلیب پر رہا وہ اُسکے مارنے کے لیئے بالکل کافی نہ تھا۔ پھر آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ پلاطوس حسب ہدایت اپنی بیوی کے اُسے چھوڑنا چاہتا تھا آپ اسکی بیوی کے پیغام اور اسکے خواب کو متی $\frac{۲۷}{۱۹}$ میں پڑھیں۔ کہ پلاطوس کس طرح سے کوشاں تھا۔ کہ کسی طرح یہ یسوع نامی شخص صلیب پر مر نہ جاوے۔

مسیحؑ قبر سے جلالی جسم کے ساتھ نہیں نکلا

اور وکیل صاحب۔ یہ جو آپنے کہا ہے۔ کہ مسیحؑ جی اُٹھنے کے بعد جلالی جسم میں ظاہر ہوا۔ افسوس آپنے خاک تحقیق نہیں کی۔ اے جناب! جلالی جسم بھنی ہوئی مچھلی کا قتلہ اور روٹی نہیں کھایا کرتا۔ مگر مسیح یسوع نے جی اُٹھنے کے بعد روٹی اور مچھلی کھائی۔ دیکھو لوقا $\frac{۲۴}{۴۲}$ تا $\frac{۲۴}{۴۴}$ پھر مسیحؑ نے خود فیصلہ کر دیا۔ کہ مجھے چھو کر دیکھو۔ روح میں گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی لوقا $\frac{۲۴}{۳۹}$ پھر مسیحؑ اپنے زخم تھوما کو دکھاتا ہے۔ یوحنا $\frac{۲۰}{۲۷}$ پس وکیل صاحب یہ جلالی جسم نہ تھا۔ بلکہ معمولی فانی جسم۔ اسکے بعد میں نے اپنے مطالبات کا اختصار کے

ساتھ اعادہ کیا۔ تو میرا وقت ہوگیا۔

پھر وکیل صاحب اُٹھے۔ آپنے فرمایا۔ جب اناجیل کے متعدد مقامات سے ظاہر ہے۔ کہ مسیح صلیب پر مر گیا۔ تو تاوقتیکہ آپ نئے عہد نامہ سے کوئی صریح نص جو اسکی زندگی پر دال ہو پیش نہ کریں۔ مَیں اس پر کچھ غور نہیں کرسکتا۔ اور پھر یہ امر بھی بتادیں۔ کہ اگر بقول آپکے تسلیم کر لیا جاوے۔ کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا تو پھر بھی وہ لعنتی تو ضرور ہُوا۔ کیونکہ لکڑی پر لٹک چکا تھا۔ پھر صلیب سے محفوظ رہنے کے کیا معنے ہوئے۔ اسکے بعد آپنے خواہ نخواہ متی مرقس وغیرہ کے وہ الفاظ پڑھکر وقت ٹال دیا۔ جہاں لکھا ہے۔ کہ یسوع مر گیا۔ پھر کہا۔ کہ میں نے بتایا۔ مسیح ۱ گھنٹہ صلیب پر لٹک کر کس طرح بچ سکتا تھا۔ اس کا بھی جواب دیں۔

مسیح کے صلیب سے زندہ اتر نیکے متعلق عہد نامہ جدید سے ایک صریح نص

وکیل صاحب کے وقت ضائع کر چکنے کے بعد میرا قیمتی وقت شروع ہُوا۔ مَینے اُٹھکر کہا۔ کہ لیجئے۔ آپ نئے عہد نامہ سے ایک صریح نص پیش کرتا ہوں۔ جو مسیح کی زندگی پر دال ہے۔ خط عبرانیوں ۵-۷ میں لکھا ہے۔ ”اس نے (مسیح) اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اس سے (خدا سے) دعائیں اور التجائیں کیں۔ جو اسکو موت سے بچا سکتا تھا۔ اور خدا ترسی کے سبب سے اسکی (مسیح کی) سُنی گئی“ (پس جب مَیں نے یہ مقام بلند آواز سے پڑھا۔ وکیل صاحب کے ہوش بجا نہ رہے۔ حاضرین نے ایک خوشی کا نعرہ بلند کیا) مَیں نے کہا۔ وکیل صاحب اس سے زیادہ زوردار الفاظ لانا ممکن ہی نہیں ہیں۔ یہی ایک آیت صاف ثابت کرتی ہے۔ بلکہ حکم لگاتی ہے۔ کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ اور اسکی دعا سُنی گئی۔ اور یہ جو صلیب سے محفوظ رہنے کے معنے آپنے پوچھے ہیں۔ مَیں بتاؤں۔ وہ محفوظ اس طرح رہا۔ کہ اسکی صلیب کی ہڈی نہ توڑی گئی۔ دوئم لعنتی تب ہوتا۔ اگر مر جاتا۔ لیکن جب کہ صلیب کا اصل نتیجہ ظہور پذیر نہیں ہُوا۔ پھر لعنتی کیسے ہو سکتا ہے۔ اور یوں آپکو اختیار ہے۔ کہ صلیب کو ہاتھ لگانے والوں کو بھی لعنتی قرار دیدیں۔ پس جبکہ یسوع صلیب پر مرا ہی نہیں۔ لعنتی کیسے ہُوا۔ بلکہ اسکی زندگی صلیبی لعنت کی سپر ہے۔ جو اسے بچاتی ہے۔

صلیب پر مرنا لعنت کا موجب ہو سکتا ہے نہ کہ صلیب سے زندہ اتر آنا

اس اعتراض کا جواب کہ ۶ گھنٹے تک کس طرح مسیح زندہ رہا

اور یہ جو آپنے کہا ہے۔ کہ ۶ گھنٹے صلیب پر رہکر کس طرح زندہ رہا*۔ میں کہتا ہوں چھ گھنٹے نہیں۔ نو گھنٹے سہی جوزیفس کی تصنیفات مطبوعہ چارلس گرفین جہاں مورخ اپنی سوانح عمری کے آخر پر تین مصلوبوں کا ذکر کرتا ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ وہ اشخاص کم از کم ایک دن پورا صلیب پر لٹک چکے تھے۔ تو بھی وہ علاج معالجہ سے بچ گئے۔ پس یسوع جیسا آدمی جو سردی کے دنوں میں ننگے پاؤں پھرتا تھا۔ اور زخمی پشت پر صلیب اٹھا سکتا تھا۔ کیونکر چند گھنٹے لٹک کر مر سکتا ہے۔ ہاں بحالت غشی ضرور ہو گیا تھا۔ لیکن نکودیمس جو قابل طبیب تھا۔ اور اس سے عقیدت رکھتا تھا۔ جلدی ہی عود اور مر لیکر قبر پر پہنچ گیا۔ اور مسیحؑ کو شفاء ہو گئی۔ دیکھو یوحنا $\frac{19}{39}$ اور آپکو معلوم ہونا چاہیئے۔ عود اور مر صلیب کے زخمی کے واسطے ایک نہایت اعلیٰ علاج ہے۔

پھر یہ جو آپ بار بار اناجیل نویسوں کے الفاظ مجھے سناتے ہیں۔ بھلا ان سے آپکو کیا حاصل۔ آپ پہلے یہ فیصلہ کر لیں۔ کہ اناجیل نویسوں کا لفظ **مرنا** سے وہ مرنا مراد نہیں جو رسول پولوس کی ۱ کرنتھی $\frac{15}{31}$ میں ہے۔ پھر آپ یہ الفاظ پیش کر کے مطالبہ کر سکتے ہیں۔ اسکے بعد میرا وقت ختم ہو گیا۔

مسیحی وکیل کا سوال ۶

وکیل صاحب اُٹھے۔ اور آخری پانچ پانچ منٹوں میں سے پانچ منٹ یوں اُڑا دیئے۔ دیکھو صاف لکھا ہے۔ کہ یوسف نے مسیح کی لاش کو صاف اور مہین کپڑے میں لپیٹ کر دفن کیا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ مرزائی نہ تو قرآن کی سنتا ہے۔ نہ انجیل کی وہ فقط مرزائی اصول کو الہامی سمجھ رہا ہے۔ مینے انجیلیں پیش کیں۔ عہد عتیق پیش کیا۔ مگر میرے مد مقابل مانتے ہی نہیں۔ میں کیا کروں۔ اور یوں انکو اختیار ہے۔ کہ سورج سے بھی انکار کر بیٹھیں۔ پس اسی طرح ہنس ہنس کر وقت ہضم کر گئے۔

میں اُٹھا۔ اور کہا۔ یوسف جس کا آپنے ذکر کیا ہے۔ مسیحؑ کے بچاؤ ڈھونڈھنے

* پادری صاحب بتائیں کہ جو چور مسیحؑ کے ساتھ لٹکائے گئے تھے وہ کس طرح زندہ رہے۔ ایڈیٹر

مسیح کے صلیب سے بچ نکلنے کیلئے یوسف آرمیتیہ کی کوشش

میں اول درجہ ساعی و کوشاں تھا۔ کیونکہ وہ اس کا شاگرد تھا۔ پس یوسف نامی آرمیتیہ کے رہنے والے مشیر تے جو کونسل کا ممبر راستباز اور دولتمند تھا۔ اور بظاہر یہودی۔ لیکن در اصل یسوع کا شاگرد تھا یوحنا ۱۹/۳۸ و ۲۷/۵۷ متی و ۲۳/۵۰ لوقا۔ اس شخص سے پلاطوس نے سازش کر کے مسیحؑ کو اسکے سپرد کر دیا۔ اور اس عقلمند نے اپنے باغ کے نزدیک صلیب گاڑوائی۔ جس کا ذکر یوحنا ۱۹/۴۲ میں درج ہے۔ اور قبر بھی اپنے باغ میں بنوائی۔ پس اس سے بھی ثابت ہُوا۔ کہ وہ صلیب پر نہیں مرا۔

مسیحی وکیل کا مطالبات کا جواب دینے سے فرار

اسکے بعد یسوعی صاحب نے جو مجھ پر حملہ کیا۔ اسوقت اس کا جواب مَیں صرف یہی دونگا۔ کہ اسوقت مَیں نے آپ کی غلطی ثابت کر کے لوگوں پر آشکارا کر دیا ہے خواہ اناجیل کی پناہ آپ نے لی۔ یا عہد عتیق کی۔ یا قرآن کریم کی ہر طرف سے آپ دھکیائے گئے ہیں۔ اور زیادہ مَیں اسپر وقت خرچ کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ مَیں نے آپ سے یہ پوچھا ہے۔ کہ آپنے میرے ان مطالبات کا کیوں جواب نہیں دیا۔ سُن لو اے حاضرین۔ اور معزز پریذیڈنٹ صاحبان۔ آپ سب احباب کی موجودگی میں کئی بار مَیں نے یہ مطالبات وکیل صاحب کے سامنے پیش کیے ہیں۔ آپ نے دیکھا۔ کہ انکا جواب تو بالائے طاق انکو سُن کر ہی انکی جان ہَوا ہوتی ہے۔ پس اب میں مطالبات کا اعادہ کر کے آپکی شکست کو طشت از بام کرتا ہوں۔

اب بتائیں آپنے کیوں جواب نہیں دیا۔ اوّل اس کا۔ مسیح اگر صلیب پر مر گیا۔ لعنتی ہُوا یا کہ نہیں۔ کیونکہ صلیب پر مرنے والے مطابق استثنا ۲۱/۲۳ کے لعنتی اور مسیح یسوع بقول پولوس گلتی ۳/۱۳ لعنتی ہے۔ آپ کیا تسلیم کرتے ہیں۔ دوّیم یوحنا ۱۱/۴۲ میں مسیح کا دعویٰ ہے۔ کہ خدا باپ میری دعائیں ہمیشہ سُنتا ہے۔ پس گتسمنی والی دعا قبول نہیں ہوئی۔ اور مسیح کا دعویٰ یوحنا ۱۱/۴۲ والا بالکل غلط تھا۔ سوّیم یہ کہ مسیح اگر مر گیا۔ تو الوہیت کی اور جسمانیت کے رو سے یا صرف جسمانیت کے رو سے۔ اگر صرف جسمانیت کے رو سے مرا۔ تو کامل مسیح نہیں مرا۔ اور یہی میرا مطلب ہے۔

اور اگر الوہیت اور جسمانیت دونوں کے رو سے مرگیا۔ تو الوہیت بالکل ناقص۔ چہارم یہ۔ کہ یونس نبی والی تمثیل کے رو سے میں نے ثابت کیا۔ کہ خود مسیح نے تصفیہ فرما دیا ہے۔ کہ مماثلت صرف زندہ رہنے میں ہے۔ نہ کہ تین ایام میں۔ اس سے بھی ثابت ہوا۔ کہ وہ صلیب سے زندہ اترا۔ پنجم یہ۔ کہ رسول پولوس ۱ کرنتھی ۱۵/۳۱ میں کہتا ہے۔ میں ہر روز مرتا ہوں۔ پس مسیح کے واسطے جہاں جہاں اناجیل میں یسوع نے لفظ مرنا استعمال کیا ہے۔ اس سے بھی پولوس والا مرنا کیوں نہ تسلیم کیا جاوے۔ ششم یہ کہ عبرانیوں ۵/۷ کے رو سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مسیح کی دعا سنی گئی۔ اور وہ صلیب پر سے زندہ اترا۔ پس میں آپ سے بزور پوچھتا ہوں۔ کہ اگر مطالبات کو ہاتھ نہیں لگانا تھا۔ تو سٹیج پر کیوں آکھڑے ہوئے تھے۔ کیا اس واسطے کہ یونیٹیرین لوگوں کی کتابیں سناویں۔ اے جناب۔ یونیٹیرین تو آپ کے نزدیک بدعتی ہیں۔ پھر آپ بدعتی فرقہ کا کیوں سہارا لیتے ہیں۔ ؎

حقا کہ باعقوبت دوزخ برابر است ٭ رفتن بپائے مردئ ہمسایہ در بہشت

اسکے بعد میرا وقت ختم ہوگیا۔ اس دن میرے آقا کی دعا سے ایسی فتح نصیب ہوئی۔ کہ دشمن سے دشمن بھی مان گئے۔ شہر کے معزز غیر احمدی لوگ مجھے نہایت تپاک سے ملے۔

اس اجلاس سے پہلے مجھے اس بات کا سخت غم تھا۔ کہ عیسائیوں نے دیدہ دانستہ مضمون تبدیل کر لیا ہے۔ خدا خیر کرے۔ مگر میرے آقا کی دعاؤں کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ اس دن بیّن فتح کا ڈنکا بجا۔ تمام مسلمان کیا احمدی اور کیا غیر احمدی برخاستگی جلسہ کے وقت اللہ اکبر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے خوشیاں مناتے تھے۔ ہندو تک شور کرتے تھے۔ کہ عیسائی سخت ہارے۔ لڑکے تالیاں بجاتے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

مجھے اسوقت خدا تعالیٰ کے مرسل اور برگزیدہ نبی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر ایک انجیل کی دلیل سوجھی۔ وہ یہ کہ خدا تعالیٰ اپنے انبیاء علیہم السلام کی صداقت بموجب متی ۲۱/۱۶ اور زبور ۸/۲ بچوں اور شیرخواروں بلکہ پتھروں کے منہ سے اپنی حمد کرا کر انکی صداقت ثابت کروا دیتا ہے۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

مُسلم کے ایمان کی نشوونما

۱۔ فطرتی کشش

منجملہ ان طبعی جذبات کے جو انسان کی فطرت کے لازم حال پڑے ہوئے ہیں۔ ایک برتر ہستی کی تلاش ہے۔ اس جذبہ کا اثر اسکی روح پر اسقدر تیز ہوتا ہے۔ کہ انسان مخفی طور سے مقناطیسی طاقت کے ساتھ اسکی طرف کھنچا چلا جاتا ہے۔ اس طاقت کا پہلا ظہور بچہ کی پیدائش کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ ادھر بچہ پیدا ہوتا ہے۔ ادھر اضطراری خواہش اسکو اسکی ماں کی طرف مائل کئے دیتی ہے۔ جس طرح ماں بچّے کے ساتھ اضطراری طور سے محبت کرتی ہے۔ اس طرح بچہ بھی اضطراری محبت کے ساتھ ماں کے ساتھ مانوس ہوتا جاتا ہے۔ یہ کشش جو بچے کو اپنی ماں کی طرف کھینچتی ہے۔ ایک مخفی مقناطیسی کشش کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جو انسان کی روح میں اسکے خالق قیوم اور حقیقی اب کے لیئے ودیعت کی گئی ہے۔ یہ وہی کشش ہے جو انسانوں کی الفتوں کو خارجی اشیاء کی طرف مائل کرتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنا آرام انہی اشیاء میں پاتے ہیں۔ دولت کی کشش۔ حُسن کی دلفریبی۔ آوازہائے خوش و شیریں کی دلربائی وغیرہ تمام باتیں اس امر کی علامت ہیں۔ کہ ہماری محبت کا مقصود کوئی برتر اعلیٰ اور حقیقی شئے ہے۔

اور ان تمام چیزوں کی تہ میں کوئی بڑی طاقت ہے۔ جو تمام دلوں کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ لیکن انسان کی عقل ناتمام اس مخفی ہستی کی کنہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ اور نہ مادی آنکھ اسکو دیکھ سکتی ہے۔ کیونکہ وہ ہستی ہر ایک روح میں حرارت کی طرح پوشیدہ ہونیکی وجہ سے کسی کو نظر نہیں آسکتی۔ اسلیئے خدا تعالیٰ کی سچی معرفت کے راستے میں لوگوں کو بڑی بڑی مشکلات پیش آئی ہیں۔ اور اس کا علم حاصل کرنے میں انہوں نے بڑی بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں۔ توہّم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کی وجہ سے معبودیت کا حق اسکی مکرّر مخلوق اور مادی اشیاء کو دیدیا ہے۔ قرآن کریم نے اس فاش غلطی کو ایک لطیف پرایہ میں بیان فرمایا ہے۔ جہاں دنیا کو ایک شیش محل کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ جس کے فرش میں

صاف شفاف شیشے لگے ہوئے ہیں۔ اس شیشے کے فرش کے نیچے پانی کی ایک نہر جاری ہے۔ چشم ظاہر بین اس نظارے کو دیکھکر غلطی سے شیشے کو پانی سمجھ لیتی ہے۔ کیونکہ اصل حقیقت کو معلوم نہیں کر سکتی۔ جس چیز میں سے پانی نظر آتا ہے۔ اسے غلطی سے پانی سمجھ لیتی ہے۔ یہی حال ان اجسام ملکی کا ہے۔ جو عالم میں نظر آتے ہیں۔ وہ بھی اس بات کا ثبوت دیتے ہیں۔ کہ ان کے پیچھے ایک زبردست ہستی کام کر رہی ہے۔ مگر انسان کی ناقص سمجھ ان چیزوں کے آگے سر تسلیم خم کر دیتی ہے۔ جیسا کہ اوپر کی مثال میں آنکھ نے غلطی سے شیشوں کو پانی سمجھ لیا تھا۔ اسی طرح فہم انسانی بھی دھوکہ کھاتا ہے۔ وہ ہستی جو ان شیشوں میں سے نظر آتی ہے۔ اس میں اور ان اجسام میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ عناصر پرست جو اس بڑی طاقت کے کام کو ان مادی چیزوں کی طرف جن کے ذریعے وہ طاقت ظاہر ہوتی ہے۔ منسوب کرتا ہے۔ بیوقوف ہے۔ قرآن شریف کی آیت محولہ بالا کا مفہوم حسب ذیل ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بلقیس سے کہتے ہیں۔ کہ جس چیز سے تو ڈرتی ہے۔ وہ پانی نہیں۔ بلکہ وہ محل ہے۔ جس کے فرش پر شیشے لگائے گئے ہیں۔ انہ صرح ممرد من قواریر۔ ایک اور آیت میں قرآن شریف اس مخفی اُلفت کی تائید میں جو ہر ایک روح کو خدا تعالےٰ کے ساتھ ہے مندرجہ ذیل دلیل بیان فرماتا ہے۔ الست بربکم قالوا بلیٰ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایک مکالمہ کے رنگ میں روح انسانی کی وہ خاصیت بیان فرماتا ہے جو اسکی فطرت میں مرکوز ہے۔

روایتی منزل

فطرتی اعتقاد سے آگے چلکر روایتی منزل میں ہم قدم رکھتے ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہندو لڑکا پتھروں کی پرستش کرتا ہے۔ عیسائی لڑکا یقین رکھتا ہے۔ کہ ان اللہ ثالث ثلٰثۃ۔ اور مسلمان لڑکا ایمان رکھتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ لا الہ الا اللہ۔ ان سب کا ایمان فہم و ادراک پر نہیں اور نہ وہ اپنے عقیدے کے کچھ معنے بتا سکتے ہیں۔ بلکہ ان کا ایمان صرف اس بناء پر ہے۔ کہ انکو انکے والدین یا اُستادوں نے ایسا ہی سکھایا ہے۔ جو کچھ انکو سکھایا گیا ہے۔ وہ اسے بے چون و چرا صحیح مان لیتے ہیں۔ تمام مذاہب میں

اکثر لوگوں کا یہی حال ہے۔کہ وہ جس حالت میں جیتے ہیں۔اسی پر مر جاتے ہیں۔جو عقیدہ انکو اپنے والدین سے ورثے میں ملتا ہے۔ وہ اسکی صداقت کی تحقیق کبھی نہیں کرتے۔ اگرچہ وہ دیگر امور میں بڑے ذکی اور فہیم ہوتے ہیں۔لیکن مذہب میں بچے کے بچے ہی رہتے ہیں۔انکا مذہب خواہ برحق ہو یا باطل۔انکی قومی روایت کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔لہٰذا مذہبی تعلقات خواہ نہایت معقول اور سود مند ہوں اور خواہ مضر ترین توہمات پر مبنی ہوں۔اسی طرح نسلاً بعد نسلاً چلے جاتے ہیں۔خواہ ان سے بنی نوع انسان کو نفع پہنچے۔خواہ وہ ہلاکت کے گڑھے میں گرتے چلے جاویں۔

ذہنی منزل

مگر دنیا میں ایسے آدمی بھی پائے جاتے ہیں جنکے قوائے ذہنی میں مستعدی تجسس کا مادہ ہوتا ہے۔وہ دوسروں سے سیکھے ہوئے عقاید پر بس نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے طور پر صداقت کی تحقیق کرنے کی سعی کرتے ہیں۔اس منزل پر متلاشی حق کی حالت بڑی نازک ہوتی ہے۔اگر والدین سے سیکھے ہوئے عقائد صحیح اور عمدہ نکلے۔تو اس کا ایمان مضبوط ہو گیا۔لیکن اگر روایتی مذہب میں غلطیاں نکلیں۔تو اسکو شک پڑنا شروع ہو جاتا ہے۔اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔کہ محقق کے مذہب کا بیڑا ہی غرق ہو جاتا ہے۔اسکی عادت اور اسکی روایات سابقہ عقیدے کے قیام کی متقاضی ہوتی ہیں۔مگر اسکی عقل اسے حق کے قبول کرنے اور باطل کو رد کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ ہوتے ہوتے انسان کی طبیعت میں ایک اختلاف واقع ہو کر اسکی طبیعت کا محل دھم سے زمین پر آگرتا ہے۔ پس والدین اور اُستادوں کو چاہیئے۔کہ بچوں کو ایسی بات نہ سکھائیں۔جو غلط یا توہمات سے بھری ہوئی ہو۔اگر وہ ایسا کرینگے۔تو اس بات کا اندیشہ ہے۔کہ آخری عمر میں وہ کہیں دہریہ نہ بنجائیں۔توہم پرستی اور دہریت لازم ملزوم ہیں۔جتنی کسی مذہب میں توہم پرستی ہوگی۔اتنے ہی اس میں دہریہ زیادہ پیدا ہونگے۔

مسلمانوں میں عملی طور سے دہریوں کا وجود پایا نہیں جاتا۔کیونکہ مسلمانوں کے جوان لڑکے

بہت سی ایسی مشکلات سے بچ جاتے ہیں جن میں پڑکر دوسرے مذاہب کے پیروؤں کو سخت جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ خداتعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک لہٗ یقین کرنا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننا ایک ایسا عقیدہ ہے۔ جو بالکل سادہ اور قرین عقل ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی آپ کی تعلیم آپکے عادات وخصائل اور عقل برہم کن مخالفتوں کے باوجود آپکی کامیابیاں آپکا اپنی قوم کو بلکہ ساری دنیا کو نفع پہنچانا یہ تمام امور اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ کا مشن خداتعالیٰ کی طرف سے تھا۔

اس امر کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اسلام کی صداقت محض اسکے عقائد کی سادگی اور اسکی تعلیم کی معقولیت پر منحصر نہیں۔ قرآن شریف دلائل سے بھی کام لیتا ہے۔

اگر یہ سوال کیا جاوے۔ کہ ہم خداتعالیٰ کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر کیوں ایمان لائیں۔ تو اسکے جواب کے لیئے فطرت انسانی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ فطرت انسانی میں شکرگذاری کا احساس بڑا تیز ہے۔ اور انسان فطرۃً اپنے محسنوں سے محبت کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں لکھا ہے:۔

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ يُنَزِّلُ
الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ
اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ
لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ
تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا
بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّالْخَيْلَ
وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَ
عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝
هُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ
تُسِيْمُوْنَ ۝ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ
اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ ۗ
إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ
مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ۝ وَ
هُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً
تَلْبَسُونَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ
وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ وَعَلَامَاتٍ ۚ وَبِالنَّجْمِ هُمْ
يَهْتَدُونَ ۝ أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ وَ
إِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۝
وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۝ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ
مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ أَمْوَاتٌ غَيْرُ
أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ

ترجمہ۔ (اے کفار مکہ) خدا کا حکم آیا (کہ آیا) تو (بے فائدہ) اُسکو
لیے جلدی نہ مچاؤ (اے پیغمبر) انکے شرک سے خدا کی ذات پاک اور بالاتر ہے وہی اپنے حکم سے
فرشتوں کو وحی دیکر اپنے بندوں میں سے جس کی طرف چاہتا ہے بھیجتا ہے کہ (لوگوں کو)
اس بات سے آگاہ کردو کہ ہمارے سوا کوئی اور معبود نہیں تو ہم سے ڈرتے رہو۔ اُسی نے
(کسی بڑی) مصلحت سے آسمان اور زمین کو پیدا کیا تو یہ لوگ جو دوسروں کو اس کا شریک
بناتے ہیں وہ اُن سے (پاک اور) بالاتر ہے اُسی نے انسان کو نطفے سے پیدا کیا
با ایں ہمہ وہ ایک دم سے لگا کُھلم کُھلا (خدا ہی کے بارے میں) جھگڑنے اور اُسی نے چارپایوں
کو پیدا کیا جن (کی کھال اور اون) میں تم لوگوں کی جڑاول[ط] ہے اور (اور بھی بہت طرح کے) فائدے ہیں
اور انمیں سے (بعض کو) تم کھاتے (بھی) ہو۔ اور جب شام کے وقت (انکو چرا کر) گھر واپس لاتے ہو
اور جب صبح کو (جنگل) چرانے لے جاتے ہو تو انکی وجہ سے تمھاری رونق بھی ہے اور جن

ط جاڑے کے سامان کو جڑاول کہتے ہیں۔

شہروں تک تم بے جانکاہی نہیں پہنچ سکتے چارپائےوہاں تک تمہارے بوجھ (بھی) اُٹھا کرلے جاتے ہیں کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار (تم پر) بڑی شفقت رکھتا (اور) مہربان ہے۔ اور (اسی نے) گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کو (پیدا کیا) تاکہ تم اُن سے سواری لو اور (سواری کے علاوہ یہ چیزیں موجب) زینت (بھی ہیں) اور وہی (اور بہت چیزیں) پیدا کرتاہے جنکو تم نہیں جانتے اور (دین کے رستے دو قسم کے ہیں ایک) سیدھا رستہ (جو دُھر) خداتک (پہنچتا) ہے اور بعض ٹیڑھے (میڑھے) اور خدا چاہتا تو تم سب کو سیدھاہی رستہ دکھا دیتا وہی (قادر مطلق) ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جس میں کچھ تمہارے پینے کاہے اور (کچھ ایساہے کہ) اُس سے درخت (پرورش پاتے) ہیں جنہیں تم (اپنے مویشیوں کو) چراتے ہو اُسی پانی سے خدا تمھاری لیئے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر طرح کے پھل پیدا کرتا جو لوگ سوچ سمجھ کو کام میں لاتے ہیں انکے لیئے اسمیں (قدرتِ خدا کی) ایک (بڑی) نشانی ہے اور اُسی نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو (ایک اعتبار سے) تمہارا تابع کر رکھاہے اور (اسی طرح) ستارے (بھی) اُسی کے حکم سے (تمہارے) تابع فرمان ہیں جو لوگ عقل رکھتے ہیں انکے لیئے ان چیزوں میں (قدرت خدا کی بہتیری ہی) نشانیاں ہیں اور (بہت سی) چیزیں جو تمہارے (فائدے کے) لیئے روئے زمین میں پیدا کر رکھی ہیں (اور) اُنکی مختلف رنگتیں ہیں انمیں (بھی) ان لوگوں کے لیئے جو غور و فکر کو کام میں لاتے ہیں (قدرت خدا کی بڑی) نشانی (موجود) ہے اور وہی (قادر مطلق) ہے جس نے (ایک اعتبار سے) دریا کو (تمہارا) مطیع کر دیاہے تاکہ اُسمیں سے تم (مچھلیاں نکال کر انکا تازہ) تازہ گوشت کھاؤ اور (نیز) اُس میں سے زیور (کی چیزیں یعنی جواہرات) نکالو جنکو تم لوگ پہنتے ہو اور (اے مخاطب) تو کشتیوں کو دیکھتاہے کہ (پانی کو) پھاڑتی ہوئی دریا میں چلی جارہی ہیں اور (دریا کو اسلیئے بھی تمہارا) مطیع کیاہے) تاکہ تم لوگ خدا کا فضل (یعنی تجارت کے فائدے) تلاش کرو اور تاکہ (آخر کار ان سب منفعتوں پر نظر کر کے خدا کا) شکر کرو اور (اسی نے بھاری بوجھل) پہاڑ زمین میں گاڑے تاکہ زمین تمھیں لیکر (کسی اور طرف کو) نہ جھکنے پائے اور (اُسی نے) ندیاں اور رستے (بنائے) تاکہ تم (اپنی) منزل مقصود کو پہنچو اور (مسافروں کے لیئے اور بھی بہت) نشانیاں (قرار دیں کہ اُنکے

ذریعے سے رستے کی شناخت کریں) اور لوگ ستاروں سے بھی راہ معلوم کرتے ہیں۔ تو کیا جو خدا اتنی مخلوقات) پیدا کرے وہ اُن (بتوں) کی برابر ہو گیا جو (کچھ بھی) نہیں پیدا کر سکتے پھر کیا تم لوگ (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے اور اگر خدا کی نعمتوں کو گننا چاہو تو (اتنی بہت ہیں کہ تم لوگ) اُنکو پورا پورا نہ گن سکو بے شک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے (کہ تمھاری ناشکری پر بھی سزا نہیں دیتا اور اپنی نعمتیں موقوف نہیں کرتا) اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو اللہ (سب کچھ) جانتا ہے اور خدا کے سوا جن (بتوں) کو (یہ لوگ حاجت روا سمجھ کر) پکارتے ہیں (اُنکا حال یہ ہے کہ) وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود بنائے جاتے ہیں مُردے ہیں جنمیں جان نہیں اور اتنی بھی خبر نہیں کہ کب (قیامت ہو گی اور مُردے) اُٹھا کھڑے کیئے جائیں گے (پھر قیامت میں کیا کام آ سکتے ہیں لوگو!) تمھارا معبود خدائے واحد ہے۔

(سورۃ النحل رکوع ۱-۲)

ان آیات میں انسان کو خدا تعالیٰ کی وہ نعمتیں یاد دلائی گئی ہیں۔ جو اسکو خالق کی طرف سے ملتی ہیں۔ اسکو یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ خدا ہی وہ برتر اعلیٰ ہستی ہے۔ جسکی عبادت کرنی واجب ہے۔ اسی نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ اسی میں یہ طاقت ہے۔ وہ پیدا کرتا ہے اور پیدا کرتا رہیگا۔ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کیونکہ عالم میں ہر ایک چیز اسی کی پیدا کی ہوئی ہے۔ اسکے برابر کوئی شئے نہیں۔ ذیل کی آیات میں خدا تعالیٰ نے اپنی وحدانیت پر ایک اور دلیل دی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ لو کان فیھما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا فسبحن اللہ رب العرش عما یصفون ہ ہمارے تخیل میں ایک ہی برتر ہستی آ سکتی ہے۔ اور دنیا میں جسقدر مختلف قومیں کام کر رہی ہیں۔ وہ سب ایک طاقت کے ماتحت ہیں۔ ورنہ انکا نظام بگڑ جاتا۔ قدرت کے تمام قوانین آہستہ آہستہ ایک ہی مقنن کی طرف جاتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اور تمام علّتیں ایک بڑی علّت یعنی علّت العلل پر جا کر ختم ہو جاتی ہیں۔ اب ہم کلمہ شہادت کے دوسرے حصے یعنی ان محمداً عبدہٗ و رسولہ پر نظر ڈالتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ نیچر میں ایک مساوی نظام اور اقتصاد موجود ہے۔ اس نظام میں کسی ضروری چیز کی کسر نہیں۔ اور نہ کوئی شئے بلا ضرورت عطا کی گئی ہے۔ جو

لوگ اپنی زندگی کے کسی حصّہ میں گرم ملک میں رہے ہوں۔ وہ خوب سمجھتے ہیں۔ کہ جب حد درجے کی جھلسنے والی گرمی کے باعث تمام چیزیں مردہ ہو جاتی ہیں۔ اسوقت لوگوں کی نظریں ابر مطیر کے دیکھنے کے لیئے آسمان کی طرف اٹھی ہوتی ہیں۔ جتنی دفعہ گرمی کی شدت زمین کو دشتِ سوزاں بناتی رہتی ہے۔ اتنی ہی بار بارانِ رحمت سے وہی زمین گُل وگلزار کا نظارہ آنکھوں کے آگے لاتی رہتی ہے۔ قرآن شریف میں قدرت کے اس مظہر کا بار بار ذکر کیا گیا ہے۔ اور اسکو مُردوں کا زندہ ہونا کہا گیا ہے۔ مگر اس کا اطلاق انسان کی طبعی اور روحانی دونوں حالتوں پر ہو سکتا ہے۔ جس طرح طبعی زندگی کے عفونت پذیر ہونیکے وقت بارش برس کر صحت اور تازگی کو بحال کرتی ہے۔ اسی طرح جب روحانی زندگی پژمردہ ہو جائے تو وحی کے ذریعے سے اسکو دوبارہ طہارت اور قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ جس طرح جسمانی خشک سالی کے وقت میں بادلوں سے بارش نازل ہوتی ہے۔ اسی طرح روحانی خشک سالی کے وقتوں میں وحی و الہام کا نزول آسمان سے ہوتا ہے۔

یہاں یہ سوال کیا جاویگا کہ کیا محمد رسول اللہ صلعم سے پہلے دنیا روحانی خشک سالی میں مبتلا تھی؟ کیا روحانی دنیا میں جان باقی نہ رہی تھی؟ اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے دنیا میں پھر طہارت اور طاقت آگئی؟ ان تمام سوالوں کے جواب میں ہر شخص زور سے پکار اُٹھے گا۔ کہ ہاں ہاں۔ تمام مؤرخ اسپر متفق ہیں۔ کہ ساتویں صدی مسیحی کے پہلے نصف میں جس تنزل کے درجے میں بنی نوع انسان کی اخلاقی و روحانی اور ذہنی زندگی پہنچ چکی تھی۔ نہ اس سے پہلے کبھی اس درجہ تک پہنچی۔ اور نہ اسکے بعد آج تک دیکھنے میں آئی ہے۔ دنیا پر جہالت اور فسق وفجور کی گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ چنانچہ قرآن شریف میں لکھا ہے۔ کہ ظهر الفساد فی البر والبحر۔ یقیناً یہ وہ وقت تھا کہ کوئی نذیر دنیا میں آکر اس آیت کا مصداق ہو۔ ادع الیٰ سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة۔ یہ امر کہ دنیا کو اس بشارت و انذار کی واقعی ضرورت تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لائے۔ اسکی شہادت قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت سے ملتی ہے۔ وبالحق انزلناه وبالحق نزل۔ قرآن شریف کا نزول بے وجہ

وجہ ضرورت نہیں ہوا۔ تمام تنزل اور فسق و فجور جس میں نوع انسان آنحضرت صلعم کی آمد سے پیشتر مستغرق تھی۔ وہ اس بات کا نتیجہ تھا۔ کہ ظلمت نور پر اور باطل حق پر غالب تھا۔ ایسے وقت میں کسی رسول کی بعثت کا مدعا یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ مذکورہ بالا نسبت کو پلٹ دے اور نور کو ظلمت پر اور حق کو باطل پر فتح نمایاں بخشے۔ اور اس مقصد کی تکمیل کے لیئے آنحضرت صلعم کو کھڑا کیا گیا۔ یہ امر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مفوضہ امر کو کس خوبی سے سرانجام دیا۔ اسکی شہادت نوع انسان کی گذشتہ ۱۳ صدیوں کی تاریخ سے ملتی ہے۔ اور یہ بات قرآن شریف میں مذکور ہے۔ کہ جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ اسلامی تعلیم کی غرض جو ہے۔ وہ بھی بالفاظ ذیل قرآن کریم میں مذکور ہے۔ لیخرجھم من الظلمات الی النور۔

جبکہ ہم اس وحی کی ضرورت اور قسم کا حال بیان کر چکے۔ جسکی آنحضرت صلعم کی آمد کے وقت ضرورت تھی تو اب ہم حضورؐ کی زندگی اور قرآن شریف کی تعلیم پر غور کرینگے۔ اور دیکھیں گے۔ کہ آپکی مطہر زندگی اور قرآن شریف کی سچی تعلیم کو دیکھکر ہم اس بات کے حقدار ہیں۔ کہ ہم اس پاک انسان کو رسول اللہ اور اسکی کتاب کو کلام اللہ سمجھیں۔ اس غرض کیلیئے۔ کہ ہماری پڑتال مختصر ترین ہو۔ ہم صرف یہ بات دیکھیں گے۔ کہ حضورؐ کے بعض معاصرین کا کیا حال تھا۔ بچپن میں حضورؐ کے چال چلن کا یہ ڈھنگ تھا۔ کہ حضورؐ کے اہل وطن نے حضورؐ کو الامین کا خطاب دیا تھا۔ مکہ کی ایک دولتمند بیوہ حضرت خدیجہؓ نے جسکے ساتھ آنحضرت صلعم کا دُور کا رشتہ تھا۔ اپنی جائداد کا انتظام حضورؐ کے سپرد کیا تھا۔ اور حضورؐ نے اس کا اہتمام ایسی ایمانداری سے کیا۔ کہ خدیجہؓ نے حضورؐ کی خوبیوں سے فریفتہ ہو کر حضورؐ سے نکاح کی درخواست کی۔ عقد نکاح کے وقت آنحضرت صلعم کا سن شریف ۲۵ برس کا تھا۔ اور خدیجہؓ آپ سے ۱۴ یا ۱۵ سال بڑی تھی۔ یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ ۱۵ برس تک اپنے خاوند کے ساتھ رہنے کے بعد حضرت خدیجہؓ اپنے مقدس خاوند کا کسقدر ادب و لحاظ کرتی تھیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی دفعہ وحی ہوئی اسوقت حضورؐ کی عمر چالیس برس کی تھی۔ حضورؐ نے اس بات کا ذکر اپنی اہلیہ سے کیا۔ اور

یہ بھی کہا۔ کہ مجھے اس رسالت پر مامور ہونے کی حالت میں بڑے بڑے خطرات کا اندیشہ ہے اسوقت حضرت خدیجہؓ نے مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ حضورؐ کی تسلی فرمائی۔ کلا واللہ لا یخزیك اللہ ابداً انك لتصل الرحم وتصدق الحدیث وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق

جس کا ترجمہ یہ ہے۔ بخدا اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ذلیل نہیں کریگا۔ کیونکہ آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں۔ سچ بولتے ہیں۔ اور بوجھ سے لدے ہوئے آدمیوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ آپ مہمانوں کا اکرام کرتے ہیں۔ اور فقراء کو مال دیتے ہیں۔ اور مصیبت زدوں کی مدد کرتے ہیں۔ یہ واقعی اعلیٰ شہادت ہے۔ حضورؐ کا ایک ہمعصر شاعر حضورؐ کی نسبت یوں بیان کرتا ہے:۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ✤ ثمال الیتمیٰ عصمة للارامل

ترجمہ۔ وہ سفید رنگ والا ہے جسکے چہرہ کی برکت سے پانی مانگا جاتا ہے۔ وہ یتیموں کی جائے پناہ اور بیواؤں کا ملجاء ہے۔

ایک اور شاعر آپکی نسبت کہتا ہے:۔

یبیت یجافی جنبه عن فراشه ✤ اذا استثقلت بالمشرکین المضاجع

وہ اپنے بستر سے دُور رہ کر رات کاٹتا ہے۔ اور کافر ہیں۔ کہ انکے بستر انکی وجہ سے بوجھل ہو رہے ہیں۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بے لوث زندگی پر یقین تھا۔ آپ اپنے ہموطنوں کو چیلنج دیتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں۔

"تم جانتے ہو۔ کہ مَیں نے کبھی جھوٹ بولا ہے؟" آپ کا مطلب یہ تھا۔ کہ جب مَیں نے انسانوں کے معاملہ میں چھوٹے سے چھوٹا جھوٹ نہیں بولا۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ مَیں افتراء علی اللہ جیسے گھنونے گناہ کا مرتکب ہوں۔ قرآن شریف نے بھی آپکی مطہر زندگی کی طرف اسی قسم کے الفاظ میں توجہ دلائی ہے۔ فقد لبثت فیکم عمراً من قبله افلا تعقلون۔ پھر اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا ہوتا تو اس خیال کی گنجایش ہو سکتی تھی۔ کہ ایسی نرالی قسم کے دعویٰ سے آپکے دل میں

کامیابی کا امکان پیدا ہو گیا ہو گا۔ لیکن آپ سے پہلے بہت سے نبی گذر چکے تھے۔ پس یہ ممکن نہ تھا۔ کہ آپ لوگوں کو اپنی رسالت منوانے کیلئے دھوکہ دیتے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں مذکور ہے۔ قل ماکنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم الآیۃ اسی طرح آپ نے اپنے ہموطنوں کو کہا۔ کہ میری رسالت کو سلف کے انبیاءؑ کے پیمانے پر ناپ لو۔ وہ پیمانہ کیا تھا عقل برہم کن مخالفتوں کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے راستے میں جسقدر مشکلات تھیں۔ اتنی مشکلات نہ حضرت ابراہیمؑ کو پیش آئیں نہ موسیٰؑ اور مسیحؑ کو بلکہ ان سب کی مجموعی مشکلات سے بھی زیادہ تھیں آنحضرت صلعم کی زندگی سے یہ امر ایک وسیع پیمانے پر واضح اور اصح طریق پر ثابت ہو گیا کہ خدا تمام خلقت کا خالق ہے۔ اور راستبازوں کی مدد کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کے افعال کو آپکے دعووں کی تصدیق میں پیش کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر صداقت کی مُہر لگادی۔

منزل تجربہ

جب ذہنی طور سے مسلم کو اطمینان ہو جاتا ہے۔ کہ جو کچھ مجھے سکھایا گیا ہے۔ وہ سچ ہے۔ پھر وہ طبعًا اپنے ذہنی عقیدے کی فعلی تصدیق چاہتا ہے۔ محض ذہنی طور سے تسلی کافی نہیں ہے۔ جبتک ہم کسی مسئلہ کو ذاتی تجربہ کے ذریعہ سے پرکھ نہ لیں۔ اسوقت تک ہم اسپر انحصار نہیں کرسکتے اور شک و شبہ کا آخری شائبہ اُسی وقت دُور ہو سکتا ہے۔ ہمارا ذہن ہم کو گمراہ کردے تو کردے لیکن ہمارا فعل گمراہ نہیں کرتا۔ جب ہم ذہنی عقیدے کو حیز فعل میں لاتے ہیں۔ تو ہم کو کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ یا ناکامی۔ اور یہی کامیابی و ناکامی اس عقیدے کے صحیح یا باطل ہونے کا ثبوت دیتی ہے۔ قرآن کریم اس اصول کو تسلیم کرتا ہے۔ اور ان عقائد کے ثبوت میں جسکو قرآن شریف سکھاتا ہے۔ قاری کو بار بار کہا جاتا ہے۔ کہ ان عقائد کو عمل میں لا کر دیکھو اور اپنے طور پر آزما کر دیکھ لو۔ کہ وہ حق ہے۔ یا باطل۔ سالک کی رہنمائی کے لیئے مستقل اور صاف صاف ہدایت دی گئی ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کو قاری کے سامنے نصب العین کے طور پر رکھا گیا ہے۔ اور اس بات کی تاکید کیگئی ہے۔ کہ حضرت صلعم کے نمونے کی پیروی کرو۔ پھر اسے کہا جاتا ہے۔ کہ وہ راستبازوں

کی صحبت میں رہے۔ تاکہ انکے نیک نمونوں سے اثر پذیر ہو۔ اور ان کے قول وفعل کی تقلید کر
اگر وہ نیکی کے بجالانے میں اپنے تئیں کمزور پاتا ہو۔ تو اسکو کہا جاتا ہے۔ کہ خدا کو حاضر وناظر جانے
اور اس بات کو یاد رکھے۔ کہ خدا جو زندگی طاقت اور نیکی کا سرچشمہ ہے۔ وہ گناہ کو بُرا جانتا ہے۔
اور راستبازی کو پسند کرتا ہے۔ اور نیز اسکو بتایا جاتا ہے۔ کہ تم خود اپنے اعمال کے جوابدہ ہو۔ اور
تمھاری کامیابی وناکامی اس زندگی میں بھی تم ہی پر منحصر ہے۔ موت کو ہمیشہ یاد رکھو۔ تا اس دنیا
کی محبت میں منہمک نہ ہو جاؤ۔ اسکے بعد سالک کو کہا جاتا ہے۔ کہ ہمیشہ نیکیوں کا وعظ کرتے رہو۔
تاکہ تم کو بھی نیکیوں کے کرنیکے لیئے غیرت پیدا ہو۔ خدا تعالیٰ کا وصال حاصل کرنیکے لیئے اس کو
حکم دیا گیا ہے۔ کہ اپنے تمام طاقتوں اور وسائل کو کام میں لاؤ۔ کسی پادری یا ملاّں کے محتاج
نہ رہو۔ جاھدوا فی سبیل اللہ حق جھادہ۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی راہ میں ایسا جہاد
کرو جیسا جہاد کرنیکا حق ہے۔ ایک اور آیت میں لکھا ہے۔ والذین جاھدوا فینا
لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم انکو اپنی راہ دکھا
دیتے ہیں۔ اسکی زندگی کا دستور العمل یہ بتایا گیا ہے۔ احسن کما احسن اللہ الیك
یعنی جیسا اللہ تعالیٰ نے تجھ سے احسان کیا۔ ایسا ہی تُو لوگوں سے احسان کر۔ دوسرے
کے ساتھ معاملہ کرتے وقت اسکو یہ دستور العمل یاد رکھنا پڑتا ہے۔ اور اسلام کے تمام قوانین کی
تعمیل شدّومدّ اور احترام کے ساتھ کرنی پڑتی ہے۔ قرآن شریف میں مذکور ہے۔ انّ الذین
قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکة الا تخافوا ولا
تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون ۝ نحن اولیؤکم
فی الحیٰوة الدنیا و فی الاٰخرة ج۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے
پھر استقامت اختیار کرتے ہیں اُنپر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ مت ڈرو اور مت
غم کھاؤ اور اُس جنت پر خوشی کرو جس کا تمھیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ ہم اس ورلی زندگی
میں اور آخرت میں تمھارے کارساز ہیں۔ قرآن شریف جیسی چھوٹی سی کتاب میں نماز کی
تاکید سات سو دفعہ کی گئی ہے۔ نبی کریم صلعم فرماتے ہیں۔ الصلوٰة مخ العبادة خدا
کی معرفت کا آسان ترین اور نہایت یقینی راستہ نماز کے ذریعے سے تبلایا گیا ہے۔ اذا

سالك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبوالی ولیؤمنوابی لعلهم یرشدون - اس منزل پر پہنچکر مومن کو صاف صاف نظر آجاتا ہے۔ کہ میرے ساتھ خدا تعالیٰ کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ اور رحیم و کریم اور قادر خدا زندگی بھر اسکی رہنمائی کرتا رہتا ہے۔ وہ اپنے تئیں ان تمام نعماء اور نیکیوں کا وارث پاتا ہے۔ جس کا ذکر اس نے صلحاء کے حالات میں پڑھا تھا۔ اسی طرح سالک کو کامل آگاہی ہو جاتی ہے۔ کہ میری زندگی میری حرکات و سکنات اور میری ہستی خدا میں ہے۔ اس منزل پر پہنچکر خدائے تعالیٰ اسکے ساتھ براہ راست تعلق پیدا کر لیتا ہے، اور اس کا فضل اسکے روحانی سفر میں رؤیا و الہامات کے ذریعے سے اسکی حوصلہ افزائی کرتا اور ہر آن خصوصاً رنج و مصیبت کے اوقات میں اسکو تقویت اور تسلّی دیتا رہتا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ وہ کامل انسان بن گیا۔ کیونکہ ابھی تک اس کے نفس پر کامل فنا کی حالت طاری نہیں ہوئی۔ اس منزل پر بھی نفس کی محبت بعض اوقات اسپر غالب آجاتی ہے۔ اسکے بعض رؤیا تاریکی سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور بعض دفعہ وہ ایسی ٹھوکر کھاتا ہے۔ کہ ہلاکت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ جیسے کہ بلعم کا قصہ مشہور ہے۔ ایمانی ارتقاء کی آخری منزل تک رسائی اسوقت ہوتی ہے۔ جبکہ سالک تمام خواص روحانی کے منبع و سرچشمہ کو پالیتا ہے۔ اس منزل پر روح جیسا کہ قرآن شریف میں مذکور ہے۔ نفس مطمئنہ بنجاتی ہے۔ یٰاَیَّتُهَا النفس المُطمئِنةُ ارجعی الی ربك راضية مرضية الآیہ اس مقام پر روح تمام کمزوریوں اور نقصوں اور خود غرضیوں سے آزاد ہو کر مضبوط اور طاقتور ہو جاتی ہے۔ اسکو خدا کے ساتھ کامل وصل ہو جاتا ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کے بغیر جی نہیں سکتی۔ جس طرح پانی نشیب زمین کی طرف بڑے زور سے بہتا ہے۔ اور بباعث اپنی حجم اور عدم موجودگی تمام روکوں کے بلا کسی مزاحمت کے بہتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح روح بھی اس مقام پر تمام روکوں کو دور کر کے اپنے خالق کی طرف بلا مزاحمت بہتی ہے۔ مندرجہ ذیل آیت کے الفاظ اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یٰاَیتها النفس المطمئنة ارجعی

الی ربك راضیة مرضیه فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ اے اطمینان یافتہ نفس۔ اپنے رب کی طرف لوٹ ایسے حال میں کہ تُو اپنے رب سے راضی اور تیرا رب تجھ پر راضی ہے۔ اور میرے بندوں میں داخل ہو جاؤ اور میرے جنّت میں داخل ہو جاؤ۔ غرضیکہ انسان کی حالت میں ایک بھاری تبدیلی اسی زندگی میں پیدا ہو جاتی ہے۔ نہ کہ اگلے جہان میں۔ اور جنّت بھی اسی دنیا میں حاصل ہوتی ہے۔ نہ کہ کسی اور جگہ۔ نیز چونکہ روح کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے خدا کی طرف واپس آوے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ ایسی روح کا سہارا خدا تعالیٰ ہی ہوتا ہے۔ اسکی غذا خدا کی محبت ہوتی ہے۔ اور وہ زندگی کے اس چشمہ سے پانی پیتی ہے۔ اور موت سے آزاد ہو جاتی ہے۔ اس مقام پر انسان خدا تعالیٰ کی محبت اور اسکی رضاجوئی میں اپنی ہستی کو فراموش کر دیتا ہے۔ تو اسکی تمام زندگی اپنے خالق کے نام پر ہوتی ہے۔ اسلام کا نام اسی مقام کی طرف منسوب کر کے رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اسلام کے معنے یہی ہیں۔ کہ خدا کے احکام کی پیروی اور خدا کی عبادت میں کامل انہماک اور اپنی ہستی پر کامل خود فراموشی طاری ہو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ بلیٰ من اسلم وجھه لله وھو محسن فله اجره عند ربه ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ ہاں۔ جو شخص اپنی ساری توجہ خدا کے سپرد کر دیتا ہے اور وہ محسن ہے۔ ایسے لوگوں کا اجر انکے رب کے پاس ہے۔ اور اُنپر کوئی خوف و حزن نہ ہوگا۔ پھر فرماتا ہے۔ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العٰلمین لا شریك له وبذٰلك امرت وانا اول المسلمین ھٰذا صراطی مستقیم فاتبعون۔ کہہ کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب اللہ کے لیئے ہیں جو رب العالمین ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں اوّل المسلمین ہوں۔ یہ میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے پس میری پیروی کرو ؛

واخر دعونا ان الحمد لله رب العٰلمین

حضرت خلیفۃ المسیح کا فرمان جماعت احمدیہ کے نام

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

چونکہ بعض لوگ بعض کتب یا اشتہارات شائع کرکے جماعت کے احباب کے نام بغیر انکی تحریری یا زبانی درخواست کے وی پی کر دیتے ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ یہ کرتے ہیں۔ کہ وی پی کرنے سے چند دن پہلے یا اسکے ساتھ ایک خط لکھدیتے ہیں۔ کہ اُمید ہے آپ اسے وصول کر لینگے۔ اور قادیان کے ادب اور اسکی محبت کی وجہ سے یا اس شخص کی ذاتی محبّت یا وجاہت کی وجہ سے اس وی پی کو گو دل نہ بھی چاہے۔ یا تکلیف ہی ہو۔ چھڑا لیتے ہیں۔ اُس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انجمن کے چندوں میں اس سے کمی واقعہ ہوتی ہے۔ اور اُن کتب و اخبارات کے خریدنے سے بھی وہ لوگ محروم ہو جاتے ہیں۔ جنہیں وہ اپنی ضروریات کیلئے ضروری سمجھتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس طرح وی پی کرنا قانوناً بھی جرم ہے۔ اسلیئے مَیں اعلان کے ذریعہ تمام اخبارات و کتب اور ٹریکٹوں کے شائع کرنیوالوں کو تنبیہ کرتا ہوں۔ کہ وہ کسی کی تحریری یا زبانی درخواست کے بغیر کسی شخص کے نام ہرگز کوئی وی پی نہ کریں۔ اور جماعت کے احباب کو بھی چاہیئے۔ کہ اگر انکو نام کوئی ایسا وی پی آجائے۔ تو وہ اُسے واپس کر دیں۔ اور اُسکے بھیجنے والے کے نام سے مجھے اطلاع دیں۔ ہاں وہ خریدار جو باقاعدہ شائع ہونیوالے اخبارات کو مستقل طور پر خریدتے ہیں۔ وہ اس سے مستثنٰی ہیں۔ مگر کسی نئے آدمی کے نام کوئی وی پی کرنا بلا اسکی درخواست کے انکو بھی جائز نہیں۔ اور نہ یہ لکھدینا کافی ہے۔ کہ اگر آپکو منظور نہ ہو۔ تو آپ اطلاع دیں۔ ورنہ اجازت سمجھی جائیگی۔ درخواست کیلئے ضروری ہے۔ کہ وہ خود خریدار کی طرف سے ہو۔

نوٹ:۔ ہر سکرٹری کا جسکو یہ اعلان پہنچے۔ یہ فرض ہے۔ کہ وہ اِسے جماعت کے ہر فرد کے کان تک پہنچادے۔ اور اُسکو خبردار کردے۔

بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

خاکسار۔ شبیر علی عفی عنہٗ اسسٹنٹ سکرٹری

قادیان

اپیل

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا ❊ بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

برادران کرام - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ -

دنیا روزے چند - عاقبت کار با خداوند - انسان دنیا سے ساتھ کیا لے جائیگا - وہی جو اللہ کی راہ میں اسنے خرچ کیا - ہر ایک دینی کام ایک قربانی چاہتا ہے - اور یہ زمانہ زیادہ تر مالی قربانیوں کا ہے - پھر مبارک ہیں - وہ جنکی قربانیاں ٹھیک رستہ پر ہوں - عین رضائے الٰہی کے واسطے ہوں - انکے ساتھ دنیا کی ملونی اور شہرت کی خواہش نہ ہو - یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور رحم سے جماعت احمدیہ کو عطا فرمائی ہیں - اور جماعت احمدیہ سے بڑھکر اس زمانہ میں کوئی اللہ کی راہ میں خرچ کرنیوالا نہیں ہے - مبارک ہو تم جنہوں نے خدا کے مسیح کو پہچانا - ہاں اسکو شناخت کیا - جسکا انتظار نہ صرف تیرہ سو سال سے تھا - بلکہ نبیوں نے بھی اسکے متعلق نبوتیں کیں - خدا نے اپنی حکمت کی باتوں کو داناؤں سے چھپایا - اور بچوں پر کھول دیا - بڑے بڑے علماء رہ گئے - اور ان پڑھ اپنے اخلاص کے سبب آگے بڑھ گئے پس اس شکریہ میں ضرور ہے - کہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ اللہ کی راہ میں سعی کریں - صدر انجمن اور انجمن ترقی اسلام کے ماتحت اسوقت بہت سے اہم ضروری دینی کام سر انجام پا رہے ہیں - انکی تفصیل کی ضرورت نہیں - آپ صاحبان اخباروں میں انکے حالات پڑھتے رہتے ہیں - لیکن افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کیا جاتا ہے - کہ اسوقت ہر دو انجمنوں کے ماتحت کے فنڈ بہت کمزوری کی حالت میں ہیں - یہ مشکلات بآسانی طے ہو سکتی ہیں - اگر سب احباب اپنی ماہوار چندوں کو ٹھیک وقت پر بھیجدیا کریں - اور ایسا انتظام ہو - کہ کوئی شخص اپنے ماہواری چندے کی ادائیگی میں تساہل نہ کرے - سردست وقتی امداد کی بھی ضرورت ہے - اگر دوست پچھلے بقائے بھی سب ادا کر دیں - تو کافی رقم جمع ہو سکتی ہے - اس مضمون کے مخاطب صرف انجمنوں کے سکرٹری ہیں - بلکہ ہر ایک احمدی بھائی کی طرف اسکا خطاب ہے - ہر ایک اپنی جگہ سوچے اور غور کرے - اور فراہمی چندہ کے کام میں کوشش کرے - اور اپنی سعی سے انجمن کو اطلاع دے - صدر انجمن کیواسطے جو چندہ ہوا کرتا ہے - اسمیں کمی نہ ہو - اور کم از کم اسکے نصف کے برابر انجمن ترقی اسلام کے واسطے ہو - ان تھوڑے لفظوں کو بہت بڑی تاکید سمجھا جائے - اور بہت جلد اسکی طرف

اگر یاراں کنوں بر غربت اسلام رحم آرید ❊ باصحاب نبی نزد خدا نسبت شود پیدا

المعلن

شیر علی عفی عنہ اسسٹنٹ سکرٹری مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ - قادیان ضلع گورداسپور - پنجاب -

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء

تعلیم — آمد

چندہ مدرسہ	[illegible]	فیس مدرسہ	تعلیم صنعتی	[illegible]	[illegible]	متفرق	میزان	نقایا سال گذشتہ	میزان
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

تعلیم — خرچ

[illegible]	عملہ مدرسہ	عملہ بورڈنگ	صنعتی	[illegible]	میزان خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

یتامی

آمد: چندہ	فضل گذشتہ	خرچ: خرچ	وظائف	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مدرسہ احمدیہ

آمد: چندہ	وظائف	میزان	فضل گذشتہ	خرچ: خرچ	عملہ مدرسہ	عملہ بورڈنگ	میزان خرچ	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اشاعت اسلام

آمد: امانت	انگریزی	اردو	[illegible]	[illegible]	متفرق	[illegible]	میزان	نقایا سال گذشتہ	میزان	خرچ: خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بیت المال

آمد: لنگر	[illegible]	متفرق	میزان	فضل گذشتہ	خرچ: خرچ	[illegible]	[illegible]	وظائف	میزان خرچ	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

تعمیر

آمد: متفرق	[illegible]	میزان	فضل گذشتہ	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مساکین

آمد: چندہ	[illegible]	میزان	نقایا سال گذشتہ	میزان کل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مقبرہ

آمد: حصہ آمد	وصایا	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	نقایا سال گذشتہ	میزان کل	خرچ: ساجد	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

امانت اندرونی

نقایا سال گذشتہ	خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]

امانت بیرونی

نقایا	خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]

زکوٰۃ			متفرقات											
			آمد				خرچ							
بقایا سابقہ	وظائف	باقی	فیس ملازمین متفرق	متفرقات متفرق	قیمت ادویہ	میزان	بفصل گزشتہ	فاضل	قرضہ حسنہ	محاسب	ناظر	شفاخانہ	میزان	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بورڈران بالغ							بورڈران احمدیہ							مستقل فنڈ
آمد			خرچ				آمد			خرچ				
آمد	متفرق	میزان	بقایا سابقہ	میزان	خرچ	باقی	آمد	متفرق	میزان	بقایا سابقہ	میزان کل	شفاخانہ بالعوض	باقی	مستقل فنڈ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بقایا صیغہ جات یکم فروری ۱۹۱۶ء

تعلیم	۰	۳	۸۶۹۸
اشاعت	۳	۱۳	۲۸۸۸
مقبرہ	۱	۱۲	۹۲۴۲
مساکین	۲	۱۳	۱۹۱۷
زکوٰۃ	۹	۱۰	۱۴۱۵
بورڈران بالغ	۰	۱	۲۲۷۱
″ احمدیہ	۹	۶	۲۷۶
امانت اندرونی	۹	۱۴	۶۴۰۲
″ بیرونی	۹	۱۲	۶۷
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۱۴
میزان	۰	۱۰	۳۷۰۹۵
منہائی فاضل	۷	۱۳	۲۸۶۰۸
	۵	۱۲	۸۴۸۶
منہائی پیشگی	۹	۶	۸۴۸۵
باقی نزد امین	۸	۵	۱

فاضل صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۰	۱۳	۵۸۲۶
بیت المال	۱۱	۱۴	۱۴۵۵۷
تعمیر	۲	۱۵	۲۱۵۶
یتامیٰ	۱۱	۲	۱۱۵۳
متفرقات	۷	۱۵	۴۹۱۳
میزان	۷	۱۳	۲۸۶۰۸

تفصیل پیشگی صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۰	۰	۶۰۰
تعلیم	۰	۱۴	۱۶۲۰
بیت المال	۹	۹	۴۹۵۸
مقبرہ	۰	۱۵	۴۹۸
متفرقات	۰	۰	۴۵۷
اشاعت	۰	۰	۳۵۰
میزان	۹	۶	۸۴۸۵

خلیفہ رشید الدین
محاسب

محمد اشرف
ناظر

ٹیچنگز آف اسلام

پبلک کے دینی اور روحانی فائدہ کو مدِ نظر رکھکر اور تبلیغ اسلام کا بڑا ذریعہ سمجھکر اس کتاب یعنی اسلامی اصول کی فلاسفی (یا تقریر جلسہ اعظم مذاہب) کا انگریزی ترجمہ کرکے ولایت میں چھپوایا گیا ہے۔ اور اس کی بہت سی کاپیاں ولایت اور دیگر بلاد یورپ۔ امریکہ۔ جاپان وغیرہ میں مفت تقسیم کی گئی ہیں۔ اور کچھ کاپیاں فروخت کے لیئے یہاں بھی منگوائی گئی تھیں۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر ایک انگریزی خوان مسلمان کے ہاتھ میں ہو۔ احباب خود بھی خریدیں اور تبلیغ اسلام کے لیئے چند کاپیاں خرید کر مفت تقسیم کرکے اس کا اجر اللہ تعالیٰ سے لیں۔ قیمت بغرض توسیع اشاعت باوجود ۲۰۰ صفحہ اور عمدہ ولائیتی کاغذ اور خوبصورت جلد کے بہت ہی تھوڑی رکھی ہے۔ یعنی صرف عہ۔ بے جلد کی قیمت ۱۴؍ محصولڈاک اسکے علاوہ

ملنے کا پتہ۔ **دفتر میگزین قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔**

براہین احمدیہ مکمل چار جلد

حضرت اقدس مسیح موعودؑ مرزا غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے پہلی بے نظیر تصنیف جسمیں تمام اسلامی اصولوں پر محققانہ بحث کی گئی ہے اور نہایت پُرزور عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ صداقت اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منجانب اللہ ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے جواب کے لیئے دس ہزار روپے کا انعامی اشتہار بھی دیا گیا تھا۔ مگر ابتک کسی مخالف اسلام کو جواب دینے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ پہلے اس کتاب کی قیمت صہ رتھی۔ مگر پبلک کے فائدہ اور ہمدردی کے خیال سے اب صرف عا؍ کردی ہے۔

درخواستیں دفتر میگزین قادیان ضلع گورداسپور آنی چاہئیں

Reg. NO. L. 303

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کا بنایا ہوا

امراض مستورات کی دوا ✣ امراض مستورات کی دوا

عورتوں کی بیماری میں نہایت مفید مار لیبن ملک کی مشہور دوائیں برنم اور وید ک کی قدیم زمانہ کی مشہور دوائیں۔ اسوک وغیرہ کئی ایک دوائیوں کو ملا کر یہ دوا تیار کیگئی ہے اور اسکی آزمائش بھی واقعی طور سے ہوتی آئی ہے۔ یہ ہر اقسام کے امراض مستورات کی دوا ہے۔ کمزور رحم (بچہ دان) کو طاقت دیتی ہے اور صاف رکھتی ہے اسلیئے رحم کی کل بیماریوں میں فائدہ کرتی ہے۔ اس حیض کی خرابی یعنی کم یا زیادہ دنوں میں حیض ہونا۔ اور بہت زیادہ ہونا۔ کمر۔ پیڑو۔ جانگھوں اور سر میں درد ہونا۔ جی متلانا وغیرہ وغیرہ دور ہو جاتا ہے پرور جس میں سفید و سرخ پانی کی طرح مواد نکلتا ہے۔ خون رقیق یا جما ہوا زیادہ یا کم جانا درد وغیرہ کی تکلیف اس دوا سے رفع ہوتی ہیں رحم کی کمزوری کی وجہ سے حمل بیوقت ضائع ہو جاتا ہے۔ نطفہ قرار پانے کے تیسرے چوتھے مہینے میں ضائع ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں اس دوا کا کچھ دنوں تک استعمال کرنے سے رحم میں طاقت پہنچتی ہے اور حمل قرار پاتا ہے۔ اس دوا کے استعمال کرنے سے رحم کی خرابی دور ہو کر جسم قوی ہوتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۶ خوراک عہ محصولڈاک وغیرہ ۶ر دو شیشی تک ۸ر

اس دوا پر اسسٹنٹ آف دی فیمل ہوسپٹل رام پور کی رائے۔ آپنے دو شیشی امراض مستورات کی روانہ کی اُس سے مجھکو فائدہ ہوا۔ براہ مہربانی تین شیشی اور روانہ فرماہے۔

قوت کی گولیاں

۳۱ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس اشکنیا ڈمیانا ملا کر یہ گولیاں بنی ہیں اسلیئے۔ مغز۔ ریڑھ۔ رگ اور خون کو طاقت دینے کا خاص دعویٰ رکھتی ہیں۔ زیادہ محنت جوانی کی خرابی و بے اعتدالی خواہ کسی وجہ سے ہو ان گولیوں کے استعمال سے اول ہی روز سے فائدہ ظہور میں آتا ہے۔ بدن میں قوت اور مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی۔ چہرہ پر رونق اور جوانی میں ضعیفی کی سی حالت ٹوٹے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے قیمت ۳۰ گولیوں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا ایک روپیہ محصولڈاک ایک سے چار تک ۵ر

دیکھیئے جناب اڈیٹر صاحب مخبر دکن کیا تحریر فرماتے ہیں ہم نے ڈاکٹر صاحب کی تعریف پر خیال کر کے تیس ۳۰ گولیاں منگائیں اسکے تیر بہدف اثر اور فوائد پر نظر کرتے ہیں تو ان گولیوں کی قیمت بجائے ایک روپیہ کے ۳۰ روپیہ رکھنی چاہیئے تھی۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں صدر انجمن کے لیئے چھپکر شائع ہوا۔

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤگے ۔ لو تمھیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۵   بابت جون سنہ ۱۹۱۶ء   نمبر ۶

مطابق شعبان سنہ ۱۳۳۴ھ

چندہ سالانہ   [illegible]

فہرست مضامین

ریویوز

مباحثہ احمدیاں وغیر احمدیاں وہ تحریری مباحثہ جو مابین مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی و مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے امرتسر میں ہوا۔ جماعت امرتسر نے اسے چھپواکر شائع کیا ہے۔ احباب اسے سکرٹری انجمن احمدیہ امرتسر سے ۲۰ کے ٹکٹ بھیجکر منگوا سکتے ہیں۔

پیغام حق مولوی محمد احسان الحق صاحب کی تصنیف لطیف ہے جو انہوں نے اپنی عزیزہ امۃ الحق کی یادگار میں چھپوائی ہے۔ اور اس میں انہوں نے قرآن کریم و احادیث صحیحہ سے بہت سے دلائل غیر احمدیوں کی سلسلہ احمدیہ کی طرف راہنمائی کے لئے درج کئے ہیں۔ یہ رسالہ تبلیغ کیلئے بہت عمدہ ہے۔ لکھائی چھپوائی اور کاغذ نفیس۔ درخواستیں بنام مینیجر تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور ہوں۔ قیمت ۴؍ محصولڈاک ۱؍

صادق ایک ماہوار اردو اخبار مذہب عیسائی کے متعلق معلومات سے پُر۔ زیر ایڈیٹری مفتی محمد صادق صاحب قادیان سے ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔ پہلا پرچہ نکل چکا ہے۔ جو تمام کا تمام جیسا کہ میں تحریر کر چکا ہوں عیسائی مذہب کے متعلق معلومات سے پُر ہے۔ احباب کو حضرت مفتی صاحب موصوف کے وسیع معلومات سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اس گرانقدر اخبار کی خریداری منظور کر کے خود کو خوش نصیب بنانا چاہیئے۔ قیمت صرف عہ ہے۔ درخواستیں بنام مفتی محمد صادق صاحب مالک و ایڈیٹر اخبار صادق قادیان آنی چاہئیں۔

ڈاکٹر کی ہدایت

ہر ایک قسم کے بخار کیلئے باٹلی والا کا بخار کا عرق اور گولیاں استعمال کرنی چاہئیں قیمت عہ؍ باٹلی والا کی مقوی گولیاں۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ دق کے ابتدائی عوارض اور بدہضمی کیلئے بہت مفید ہیں عہ؍ باٹلی والا کا دانتوں کا منجن نہایت مفید قیمت ۴؍ باٹلی والا کا داد کا مرہم جو پھوڑے پھنسیوں کیلئے مفید ہے قیمت ۴؍۔ تمام بڑے بڑے دوافروشوں سے یا ذیل کے پتہ سے مل سکتی ہیں۔

ڈاکٹر ایچ۔ ڈی۔ باٹلی والا اینڈ سنز دادلی بمبئی۔

H. D. Batli wala and sons Dadi Bombay.